۷۸۶

قابلِ توجہ اہلِ اسلام

نمبر ۲

متفقہ فتویٰ جمعیتہ العلماء ہند پر ایک نظرِ غور

مرتبہ

خاکسار حاجی عبد الرحیم عفی عنہ
سکریٹری انجمن مویدالاسلام
فریزر ٹون معسکر بنگلور

مطبوعہ مسلم پریس بنگلور کنٹونمنٹ
۱۳۳۹ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد۔ معزز ناظرین۔ ہم ایک رسالہ اس سے قبل "قابل توجہ اہل اسلام" شایع کر چکے ہین۔ جس مین بنگلور کی خلافت کمیٹی کی خلاف شرع کاروائیون کا مجملاً ذکر کیا تہا۔ ہمارا اصلی مدعا اوس کی اشاعت سے یہی تہا کہ ممبران کمیٹی اپنے موجودہ رویہ کو بدل دیکر ہمین کوئی شکایت کا موقع نہ دین گے۔ ہمین اون سے یا اوس کارروائی سے جو وہ خلافت کے لئے کر رہے ہین کوئی شکایت نہین ہے۔ اگر ہے تو یہی کہ خلافت کے نام سے خودکو مدعیان خلافت اور دوسرون کو جو اون کی خلاف شرع کارروائیون سے الگ یا دور رہنا چاہتے ہین مخالفین خلافت مشہور کرکے باہر کے لوگون کو دہوکا دے رہے ہین۔ اور یہ شورش کل ہندوستان مین بقول مسٹر گاندہی جس کی جڑ خلافت ہے ایک آندہی کی طرح پہیل گئی ہے۔ جس کا نتیجہ آیندہ چل کر ہندوستانیون کے لئے یقیناً بہت برا ہوگا۔

خلافت کا پہلو لئے ہوے شریعت مین دخل دے کر جو بیجا زیادتیان ہو رہی ہین۔ جن سے عوام الناس مغالطہ مین پڑے ہوے ہین اُن کو جہان تک ہو سکتا ہے دور کرنا ہر خیر خواہ ہند کا فرض ہے۔ اس لئے ہم نے اس انجمن مویدالاسلام کو ۱۳ ماہ فروری ۱۹۲۱ء کو قایم کیا۔

فروری اور مارچ مین جسقدر پرچے شہر بنگلور مین شایع ہوے ہین وہ ضرور

آپ کے ملاحظہ سے بہی گذرے ہون گے ۔ ہم اس کا فیصلہ ناظرین ہی پر چہوڑتے ہین ۔ کہ کون حق بجانب ہے اور کون شریعت اسلام کی خلاف ورزی کر رہے ہین !

نبگلور سے باہر والون کو یہان کی حالت کیا معلوم ہے ! او نہین تو صرف اسقدر لکھنا ہی کافی ہے کہ یہان ایک انجمن بنام موید الاسلام ہماری مخالفت مین قایم کی گئی ہے ۔ جو خلافت کی مخالفت کر رہی ہے ۔ بس باہر والون کو تو اصلی واقعات کی کوئی خبر نہین ۔ جو ان کے دل مین آتا ہے ہماری نسبت لکھہ دیا کرتے ہین ۔ جب وہ ہم کو اور ہمارے اصلی مدعا کو جانتے نہین ہین تو ایسی صورت مین وہ ہمین کچھہ ہی لکھین ۔ ہم کو برا نہین ماننا چاہئے بلکہ ہمارے اصلی اغراض کو اون تک پہونچانے کی کوشش کرنا چاہیئے ۔

جیسا ہم علانیہ نبگلور خلافت کمیٹی کی بعض بے جا کارروائیون پر نکتہ چینی کرتے ہین اوسیطرح کمیٹی مذکور بہی ہماری کوئی کارروائی خلاف شرع یا عوام کو مغالطہ مین ڈالنے والی ہو تو ہمین اوس سے اطلاع کر دے ۔ ہم بخوشی اپنے رویہ کو بدل دین گے ۔ مگر وہ ایسا نہین کرتے ہین ۔ باہر سے فتوے منگا کر اور ہمارے خلاف مضامین چہپوا کر شایع کر رہے ہین ۔ جنکا ہم کو بہی بحیثیت انسان ہونے کے جواب دینا لازم ہے ۔

چنانچہ کچہہ دنوں آگے ایک متفقہ فتوے جسکو جمعیتہ العلماء ہند کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے یہان پر دوبارا چہپوا کر تقسیم کیا گیا ہے ۔ اور مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم مغفرلہ کا فتوے اور مولوی ابوالکلام آزاد صاحب کو جو بہت بڑے حامی ترک موالات ہین ۔ کانگریس و مسلم لیگ کے رزولیوشن وغیرہ بہی تقسیم کئے گئے ہین ۔ جن پر مدعیان ترک موالات کا دارومدار ہے ۔ جن مین ۸ یا ۹

آیات قرآنی کو اولٹ پھیر کر ترجمہ کر کے پیش کیا گیا ہے۔

ان کے جواب مین مخالفین ترک معاملات نے بہی بہت سے فتوے اور رسالے وغیرہ شایع کیا ہے۔ جن مین حکیم الامتہ مولانا اشرف علی صاحب محدث تہانوی کا فتوائے ترک موالات قابل دید ہے۔ اور جناب مولوی قاضی سراج الدین احمد صاحب بارسٹرایٹ لا کی کتاب حقیقت خلافت کے اکثر تحقیقات لاجواب ہین۔ اور جناب مولانا بشیر الدین محمود احمد صاحب کا رسالہ ترک موالات و احکام اسلام تو ایسا ہے کہ اگر اوس کو ایک دفعہ انصاف اور غور بینی سے پڑہ لیا جاوے تو مدعیان ترک موالات کو چون وچرا کی گنجایش نہین ہوگی۔ یون چاہے اپنی ہٹ پر قایم رہکر مولوی صاحب کو کچھ ہی کہدین۔

یہ بہی بہت بے انصافی ہے کہ جو اس وقت امن قایم کرنے کے لئے صحیح راستہ بتلاتا ہو یا بتلانے کی کوشش کرنا چاہے اوس کو فوراً جی حضورون مین داخل کرکے یہان قومی مجرم کا خطاب دیا جاتا ہے۔ یا اوس کے مذہب پر طعنہ زنی کی جاتی ہے یا ذاتیات پر بحث شروع ہو جاتی ہے۔

یاد رکہنا چاہیئے کہ جو امور خلاف شرع ہون اون کا کرنا یا نہ کرنا لوگون کی مرضی اور نفع ونقصان پر منحصر ہوتا ہے۔ مگر شرعی احکام کی موجودگی مین نفع اور نقصان کا عذر جہالت اور کمی ایمان کی علامت ہے۔ جو کام خدا اور رسولؐ کے حکم کے مطابق ہو تو اوس پر عمل کرنا ہم پر فرض ہے۔ اگر اون کے خلاف ہین ہو تو اپنے اور اپنی قوم کے فواید کو ملحوظ رکہنا افضل ہے۔

ترک موالات کو کبہی دینی مسئلہ خلافت کی تحت مین قرار دیا جاتا ہے۔ اور جب اوس مین مشکل پڑہتی ہے اور شرعاً ثابت نہین کر سکتے تو اوس کو سوراجیہ کی تحت مین سیاسی اور ملکی قرار دیا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اس موجودہ

مسئلہ کا حل کرنا نہایت مشکل ہو گیا ہے۔ نہ مدعیان ترک موالات ہی اس کو شرعًا ثابت کر سکتے ہین نہ مخالفین ترک معاملات ہی کی نیک نصایح کو وہ قبول کرتے ہین۔ عوام اس الجھن مین پڑے ہوے ہین کہ ترک موالات ایک شرعی فرض ہے اوراس کی مشروعیت کے ہی خیال سے ان مین دن بدن جوش پھیلتا جا رہا ہے۔ حالانکہ روزانہ جو فرایض بحیثیت مسلمان ہم پر مقرر کئے گئے ہین جیسے نماز۔ روزہ وغیرہ ان کو کوئی نہین پوچھتا۔

اس لئے ہم عوام کے سمجھانے کے لئے یہان پر موالات کے معنے سمجھا دیتے ہین۔

موالات کہتے ہین محبت کو جو قلبی ہو۔ جیسے والدین کو اپنی اولاد پر یا خاوند کو اپنی بیوی۔ یا بیوی کو اپنے شوہر پر ہوتی ہے۔

اور موالات بالکفار کا یہ معنے ہے کہ محبت و مناصرۃ فی الدین ہو۔ یعنے اون کے ساتھ اون کے دین سے محبت رکھنا یا مدد کرنا۔ نہ کہ معاملات دنیوی مین۔ ایسی صورت مین اس کو معاملات کہا جائیگا۔ چنانچہ جو اس وقت ترک موالات کو ترک معاملات کہنا درست ہے۔ اس لئے کہ کسی مسلمان سے ترک موالات بالکفار کا سوال ہی عبث ہے۔ جو مومن اور متقی ہین اور جن کو قرآن وحدیث پر ایمان ہے خواہ وہ کونسلون کے ممبر رہین یا وکیل و مختار یا بارسٹر آنریری مجسٹریٹ ہون یا میونسپل کمشنر۔ ملازمان پولیس ہون یا فوجی نوکر۔ خان صاحب ہون یا خان بہادر سی۔ آئی۔ ای۔ ہون یا سر۔ یہ ہمیشہ سے ہی ترک موالات بالکفار خواہ وہ نصارے ہو۔ یا یہودی۔ یا گبر۔ ہنود ہو یا مشرک تھے۔ اور انشاءاللہ رہین گے۔ البتہ یہ سوال اون ملاؤن اور نیم مولاناؤن اور اون قوم فروشون سے ہونا چاہیئے جنھون نے پیسون کی لالچ مین اپنا دین وایمان مشرکون کی پیچھے کھو رہے ہین۔ یا احکام خدا و احادیث رسول اللہ صلعم کو بے موقع استعمال کرنے کی کوشش کر رہے ہین۔ جنکا

ذکر قرآن پاک مین بھی اس آیت کی تحت مین آچکا ہے ۔ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا ہ یعنے میری آیتون کو تھوڑے مول کے پیچھے مت بیچو ۔

صاحبو ذرا انصاف سے دیکھو اور سنو ۔ جو کچھ اس مین لکھا گیا ہے وہ درست ہے یا غلط ۔ صرف یہ کہدینا یا کسی کی راے کو بلا دلیل اپنے مطلب کے موافق ہو تو فوراً شایع کر کے عوام مین غلط فہمی پھیلانا شیوہٗ اسلام و انصاف نہین ہے ۔ یا کسی کے رسالہ و پرچہ کی نسبت خلاف شرع ۔ خلاف حق ۔ خلاف انصاف ۔ اور خلاف انسانیت محض جھوٹ وغیرہ کہدینا بہت ہی آسان ہے ۔ مگر دلایل سے اسکا رد ثابت کرنا ذرا مشکل ہے ۔

شاید بعض لوگ ہماری نسبت یہ کہدین کہ ہم مین قومی جوش اور غیرت نہین ہے جس طرح کہ مدعیان ترک موالات وغیرہ مین پائی جاتی ہے ۔ مگر اون کو یاد رکھنا چاہیئے کہ قومی جوش اور غیرت اس کو نہین کہا جاتا کہ انسان بے موقع طیش مین آجایا کرے اور غصہ کی حالت مین خود اپنی قوم کے اخلاق پر دھبہ لگا دے ۔ اور شریعت کو بدنام کرے ۔ بلکہ قومی غیرت اس کا نام ہے کہ انسان اپنی جوش کو اپنے قابو مین رکھے ۔ اور اپنی قوم کے نام کو خلاف مذہب ۔ خلاف اخلاق ۔ خلاف شریعت اور خلاف تمدن کے الزام سے مبرّا رکھے ۔

افسوس کہ اس مختصر رسالہ مین اس قدر گنجایش نہین کہ ہم ان تمام آیات پر تفصیلی بحث کرین اور ہر آیت کا شان نزول اور موقع کو ظاہر کرین ۔ جس کو زیادہ تجسس و تحقیق کی غرض ہو تو وہ تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۱۴۰ اور جلد ششم صفحات ۲۲۷ و ۲۶۷ جس کو امام فخر الدین رازی رح نے لکھا ہے ۔ و تفسیر حقانی جس کا حوالہ ہم آیندہ چلکر دین گے ۔ دیکھ لین ۔ ہم اس رسالہ مین مندرجۂ ذیل مسائل ہی پر بحث کرین گے ۔

(۱) موالات کا مفہوم کیا ہے اور اوسکی ضرورت معہ دلایل ۔

(۲) متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند پہ ایک نظر غور۔

(۳) گورنمنٹ ہند کی ملازمتین وغیرہ حرام نہین ہین - اور گورنمنٹ سے قطع تعلق جایز نہین۔

(۴) ولایتی مال کا استعمال اور اوس کی ضرورت۔

(۵) مشرک یا غیر مسلم ہمارا رہنما یا پیشوا ہرگز نہین بن سکتا۔

(۶) مسئلہ تعلیم پہ ایک سرسری نظر

ہم ان ۶ سرخیون مین ہی موجودہ شورش پہ جس قدر موافق اور مخالف رائین قرآن کریم اور احادیث رسول اللہؐ مین آچکی ہین پیش کرکے ناظرین ہی سے فیصلہ کے خواستگار ہین - کہ کون حق پہ ہین - آیا (۱) مدعیان ترک موالات (۲) مخالفین قطع تعلقات -

ہم یہان پہ کچھ لکھنے سے قبل اگر یہ کہین کہ مولانا محمود الحسن صاحب غفرلہ یا متفقہ جمعیتہ العلماء ہند کے ترجمون مین کسی قدر زیادتی سے کام لیا گیا ہے - تو ہمارے لئے چھوٹا منہہ اور بڑی بات کی مثال صادق ہوگی - چونکہ ہم نہ مولوی ہین نہ مولانا - ایک معمولی آدمی ہین - اول تو یہ کام علماء کا ہے جن کو مذہب مین ورثتہ الانبیاء کا خطاب ملا ہے - مگر وہ آجکل اپنے کو بہت بچاتے ہین اور سچی بات کا ظاہر کرنا ہی مناسب نہین سمجھتے ! !

(۱) موالات کا مفہوم کہ کن کفار سے موالات درست نہین

اس مین کوئی شبہہ نہین ان آیات مین جنکو ہم یہان پیش کرینگے اور جن کو متفقہ جمعیتہ العلماء ہند نے پیش کیا ہے - سب کا اصلی مفہوم یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کفار سے موالات منع فرمایا ہے - یا اون کی مدد کرنی - یا اون سے مدد لینی جایز نہین

نہ کہی۔ دنیوی یا کاروباری تعلقات مین ممانعت نہین کی گئی ہے۔ مگر ساتہ ہی اس مین بہی کوئی شک نہین کہ ہر ایک کافر کی نسبت یہ حکم نہین ہے۔ کہ اس سے دوستی نہ کی جائے۔ یا اوس کے ساتہ معاملات نہ رکہے جائین۔

چونکہ ہمارے علماؤن نے ترک موالات کو خاص مذہبی حیثیت سے مسلمانون کے سامنے پیش کیا ہے۔ چنانچہ مولوی محمود الحسن صاحب مرحوم دیوبندی نے اپنے فتوے مین اور مولوی کفایت اللہ صاحب دہلوی نے اپنے لکچر مین۔ اور جمعیتہ العلماء ہند نے اپنے متفقہ فتوے مین موالات ہنود و مشرکین کو جایز بتایا ہے۔ قطع نظر اِن کے آج تک جس قدر رسالے۔ فتوے۔ لکچرز وغیرہ مدعیانِ ترک موالات کی جانب سے شایع ہو چکے ہین۔ اون سب مین اتحاد و معاملات ہنود و مشرکین کو جایز قرار دیا ہے۔

اگر ترک موالات (یا معاملات) کی بحث اسی پر محدود رہتی کہ "شریعت نے ترک معاملات یا تعلقات کو منع نہین کیا" تو چندان فکر کی بات نہ تہی۔ چونکہ جس کام سے شریعت نہ روکتی ہو نہ اوس کا حکم دیتی ہو تو ہر شخص کا اختیار ہوتا ہے کہ چاہے اوسے کرے یا نہ کرے۔ مگر اس وقت تک جس قدر فتوے وغیرہ مدعیان ترکِ موالات کی جانب سے شایع ہو چکے ہین اون تمام مین یہی بتایا گیا ہے کہ شریعت اسلام کے مطابق گورنمنٹ ہند و انگریزون سے موالات رکہنی حرام ہے۔ اور جو اِن سے تعلق رکہتا ہے وہ ظالم یا قومی مجرم ہے۔

اس سے اون لوگون مین جو علم حدیث و قرآن سے بے خبر ہین۔ ایک ایسی تحریک پیدا ہو گئی ہے کہ جس سے ہر شخص کا خیال یہی ہو رہا ہے کہ اگر ہم اپنے لیڈرون اور علماؤن کا کہنا نہین مانتے ہین تو اسلام سے خارج ہو جاتے ہین۔ مگر وہ یہ کہان سمجہتے ہین کہ جب ہنود و مشرکین سے تمدنی اتحاد اور ربط کو شرعًا جایز بتایا ہے۔

بلکہ اس کو در حقیقت خدا اور رسولؐ کے احکام کی پیروی لکھتے ہیں! حالانکہ ہنود و مشرکین قرآن کریم کی رو سے کفار میں شامل ہیں۔ یہود و نصاریٰ تو اہل کتاب ہیں۔ جن کا قرآن مجید میں نام لیکر ذکر آیا ہے۔ برخلاف ان کے مشرکوں کو نجس اور پلید کہا گیا ہے۔ یہود و نصاریٰ تو بجز ہمارے پیغمبر خداؐ کے کل انبیاء کرام علیہم السلام کو پیغمبر مانتے ہیں۔ اور ہنود و مشرک کل انبیاء کرام کی نبوت کے منکر ہیں۔ اس حالت میں جب ہنود و مشرکین سے اتحاد و ربط و معاملات جایز ہو تو نصاریٰ سے بدرجہ اولیٰ ہو سکتی ہے!۔

(۲) متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند پر ایک نظر غور

اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰٓى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿ (سورہ ممتحنہ) ترجمہ فتوے۔

"جن کافروں نے دین کے معاملہ میں تم سے قتال کیا تم کو اپنے ممالک سے بے دخل کر دیا۔ اور تمہارے اخراج و بے دخل کرنے میں مدد دی۔ اون سے دوستی اور باہمی امداد کرنے سے خدا تم کو روکتا ہے۔ اور جو لوگ ایسے کفار سے موالات رکھیں وہ سب ظالم ہیں"!

"تفسیر حقانی اور دیگر معتبر تفاسیر میں اس آیت کا ترجمہ اس طرح سے کیا ہے ترجمہ "اللہ تعالیٰ صرف اون لوگوں کے ساتھ دوستی کرنے سے تم کو منع کرتا ہے۔ جو تم سے دین کے بارے میں لڑے ہوں اور تم کو تمہارے گھروں سے نکالا ہو اور تمہارے نکالنے میں مدد کی ہو۔ اور جو شخص ایسوں سے دوستی کریگا وہ ظالموں سے ہے" متفقہ فتوے کا ترجمہ اور اس ترجمہ میں بظاہر بہت تھوڑا ہی

فرق معلوم ہوتا ہے۔ مگر دور بین اور معاملہ فہم اصحاب سمجھتے ہین کہ ترجمہ مین بھی اپنے مطلب کو ہاتھ سے جانے نہ دیا۔ یہ ہم نہین کہہ سکتے ہین کہ آیا یہ ترجمہ مفتیان فتوے کا ہے یا خلافت کمیٹی بنگلور کا جنھون نے یہان فتوے کو دوبارہ اشاعت کر کے تقسیم کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مین صاف طور سے فرما چکا ہے کہ "صرف اونہی لوگون سے ترک موالات کی جا سکتی ہے جو مسلمانون سے دین کے بارے مین لڑے ہون یا مسلمانون کو اون کے گھرون سے نکال دیا ہو۔ یا دوسرون کو اون کے اخراج مین مدد دی ہو۔ خود قرآن کریم نے اس معاملہ کو کھلم کھلا بیان کر دیا ہے تو اُس مین ہم کو قیاس کرنے کی بھی چندان ضرورت نہین۔ اخراج سے مراد وہ اخراج ہے کہ کسی نے اپنا دین چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار کر لیا ہو۔ قولہ تعالیٰ
الَّذِيْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ بِغَيْرِ حَقٍّ اِلَّآ اَنْ يَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ۚ ترجمہ۔ جو اپنے گھرون سے بے وجہ نکالے گئے محض اتنی بات پر کہ وہ یون کہتے ہین کہ ہمارا رب اللہ ہے۔

حضرت ابن عباس رضؓ سے روایت ہے کہ مشرکین مکہ صحابۂ کرام کو طرح طرح کی اذیتین دیتے تو صحابہ مجبور ہو کر حضور انور رسولؐ خدا سے اون کی شکایت کرتے تھے تو آپ جواب مین یہ فرماتے تھے کہ صبر کرو۔ ابھی مجھکو جہاد کا حکم خدا کی جانب سے نہین آیا ہے۔ جب مکہ سے ہجرت کا حکم ہو چکا تو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے اِنَّا لِلّٰهِ پڑھی۔ اور فرمایا کہ قریش نے نبی وقت کو مکہ سے نکال دیا ہے۔ اب اون پر ضرور کوئی وبال آئے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے صدیق کی تصدیق مین یہ آیت نازل فرمایا۔ یہ سب سے پہلی آیت ہے جس مین لڑائی کی اجازت مسلمانون کو ملی ہے۔ (ابن کثیر) اس آیتہ سے بھی

صاف ظاہر ہے اور سورۂ ممتحنہ کی آیت مین وَاَخْرِجُوْکُمْ کی
آیت سے بہی یہی مراد ہے کہ مذہبی طور پہ اوسی قوم سے ترک موالات فرض
ہوتی ہے جنہون نے کسی مسلمان کو صرف اوس کے مسلمان ہونے کی وجہ
سے ملک بدر کیا ہو۔

یہان پہ غور طلب امر یہ ہے کہ جب فتوے مین ہنود و مشرکین کے سات
تمدنی اتحاد جایز بتایا گیا ہے تو یہ فقط سوراجیہ کی تائید اور مشرکین کی
پیروی کو نبہانا ہے۔ آیتہ کریمہ سے تو یہ نہین پایا جاتا کہ ہنود و مشرکین سے
اتحاد جایز اور یہود و نصارٰے سے حرام!

ہم اوپر بتا چکے ہین صرف اون لوگون سے ترک موالات واجب ہے کہ
جنہون نے تم سے صرف اس لئے لڑائی کی ہو کہ کیون تم اپنا قدیم مذہب چہوڑ
کر مسلمان ہو گئے اور اسلام لائے۔ یا تم کو اسلام لانے کی وجہ سے تمہارے
گہرون سے نکالا ہو۔ یا اس فعل مین دوسرون کے مددگار ہوے ہون!
چونکہ یہ تینون باتین انگریزون مین نہین پائی جاتین۔ اِس لئے اِن سے
قطع تعلقات شرعًا واجب نہین۔

تفسیر حقانی جلد ہفتم صفحہ ۸۰ پارہ ۲۸ سورۂ ممتحنہ مین خداوندکریم
مسلمانون سے خطاب فرماتا ہے کہ تم کو بہی ابراہیمؑ کی پیروی کرنی چاہیئے۔
مشرکین تمہارا کیا کر سکتے ہین۔ کس لئے اون سے محبت رکہتے ہو۔ برادری اور
دوستی خدا کے دشمنون سے کیسی! مسلمان کے سچے ایمان اور خدا تعالٰی کی
پوری محبت کا یہ مقتضٰے ہے کہ اوس کے دشمنون اور بددینون و ملحدون
پر قولًا و فعلًا تمسخر کرنے والون سے قطع کردے۔ اون سے محبت اور یگانگت
اور دلی اخلاص ایک دل مین جمع نہین ہو سکتا! کیا یہ آیتہ کا ترجمہ اور اس کے

نیچے کی وہ آیتیں جن کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں مشرکین یا کفار مکہ کے بارے میں نازل ہوی نہیں یا خاص موجودہ گورنمنٹ ہند و انگلستان کے انگریزوں کے واسطے ! اور ہم تمہاری بات کو مان ہی لیں کہ یہ آیات کل کفاروں کے لئے آئی ہیں تو پھر ہنود و مشرکین ان آیتوں سے مستثنیٰ ہو سکتے ہیں ؟

کیا ترکوں سے یہ مذہبی جنگ تھی

اب حامیان ترک موالات یہ ثابت کر رہے ہیں کہ یہ گذشتہ جنگ ترکوں سے مذہبی تھی ۔ اور اپنی تائید میں جس طرح سے کہ آیات قرآنی کو پیش کر کے ثابت کرنے کی کوشش کر چکے ہیں ۔ اسی طرح ۔ مظالم سمرنا ۔ وتھریس ۔ آرمینیا وغیرہ وغیرہ پیش کرتے ہیں ۔ چند سال کے آگے اس سے سخت مظالم روس و کریٹ و البانیہ میں پیش آچکے ہیں ۔ اوس وقت کسی کو ترک موالات کا خیال نہ ہوا ان مظالم سے تو بقول اخبارات کسی کو بھی انکار نہیں ۔ مگر اصل جنگ جرمنی سے تھی جو مذہبًا عیسائی ہے ۔

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ ابتداء اس جنگ کی ۴ اگست ۱۹۱۴ کو سب سے اول روس و جرمنی میں ہوئی ؟ اوس وقت انگریزوں اور فرانسیسیوں نے روسیوں کا ساتھ دیا ۔ اور آسٹریہ جرمنی کا طرفدار تھا ۔ کامل تین ماہ تک یہ جنگ درمیان عیسائیوں ہی کے رہی ۔ نومبر ۱۹۱۴ میں ترکوں نے جرمنی کا ساتھ دیا ۔ اگر یہہ مذہبی جنگ ہوتی تو ایک بڑی اسلامی سلطنت جس کا سلطان خلیفۃ المسلمین ہے ۔ جس کا شیخ الاسلام سلطان کو معزول کرنے کی طاقت از روئے شریعت رکھتا ہے ۔ وہ ہرگز عیسائیوں کا ساتھہ نہ دیتا ۔ اس سے ہی ثابت ہے کہ یہہ مذہبی جنگ نہ تھی ۔ بلکہ خالص دنیاوی تھی ۔ کیا اوس وقت مسلمانان ہند نے بذریعہ تار

سلطان المعظم کو شرکت جنگ سے منع نہ کیا تھا! اوس کا جواب سلطان المعظم کی گورنمنٹ سے ملا ہے کیا آپ اوس کو بھول گئے!

کیا انگریزوں نے ہندوستان۔ یا اعراق عرب و عجم۔ یا ارض مقدس و شام یا حجاز و یمن یا مصر و قسطنطنیہ کے مسلمانوں کو مجبور کیا ہے کہ یا تم مذہب اسلام کو ترک کر کے عیسائی ہو جاؤ ورنہ اپنے گھروں سے نکل جاؤ! ایسا تو سُننے میں نہیں آیا۔ بلکہ برعکس اس کے ہم خود دیکھ رہے ہیں کہ یورپ و امریکہ میں جا کر تبلیغ اسلام کرتے ہیں۔ اور سینکڑوں عیسائی بہ طیب خاطر زمرۂ اسلام میں داخل ہوتے ہیں۔ مگر انگریز ہم کو کبھی ایسا کرنے سے نہیں روکتے بلکہ شہر لنڈن اور پیرس میں جو دو بڑی زبردست عیسائی سلطنتوں کا پایۂ تخت ہے مسجدیں تیار ہو گئیں۔ حال ہی میں اخباروں سے معلوم ہوا کہ شہر پیرس میں لکوکہا فرانکس کے خرچ سے ایک عالیشان مسجد کی تعمیر شروع ہو گئی ہے۔

ان کے مقابلہ میں اگر مملکت چین جس کی آبادی تقریباً ۴۵ کروڑ مشرکوں کی بتائی جاتی ہے۔ جس میں ۵ یا ۶ کروڑ مسلمان بھی آباد ہیں۔ اور ملک روس میں جس کے ماتحت بہت سی اسلامی ریاستیں موجود ہیں۔ اسلام کی آزادی کا کیا حال ہے؟ حتی کہ اذان تک پکار کر دینا منع ہے۔ برخلاف انکے ہندوستان میں اکثر مساجد کے روبرو انگریزی راج میں کوئی مشرک باجہ تک بجاتا ہوا نہیں گذر سکتا ہے۔

دُور کیوں جاتے ہو۔ ہندوستان کی دو ایک ہندو ریاستوں ہی میں دیکھ لو جیسے اوجین۔ کاشمیر و جموں وغیرہ وہاں کا کیا حال ہے؟

چنانچہ قرآن پاک نے اہل کتاب کو مشرکین و ہنود پر فضیلت دی ہے۔ اور

اون کی لڑکیان لینی اور اون کا کہانا جایز رکہا ہے۔ اور مشرکون کا نہین۔ مشرکون کو نجس فرمایا ہے۔

خلاصۂ کلام یہ جنگ مذہبی نہ تہی۔ اگر مذہبی ہوتی تو نہ ترک۔ جرمن و آسٹریہ کا ساتہ دیتے نہ مسلمانان ہند و حجاز۔ شام وارض مقدس و مصر انگریزون کا۔ نہ مسلمانان افریقہ فرانس کا۔ نہ مسلمانانِ روس روسیون کا اس سے صاف روشن ہے کہ یہ جنگ مذہبی نہ تہی۔

کیون دوران جنگ مین کسی نے یہ مسئلہ ترک موالات کا نہ چہیڑا۔ خود مسٹر گاندہی نے ہزارون والنٹیرس کو میدانِ جنگ مین جانے کی ترغیب دی اور مسٹر تلک نے بہی بہت کچہ زور دیا تہا۔ اوس وقت خوشی کے ساتہ اسلامی ریاستون نے حتی الامکان فوجی اور مالی تائید دی۔ اور مسلمانانِ ہند نے لاکہون روپیہ بطور امداد انگریزون کو قرضہ دیا۔ جس کا سود اب تک لے رہے ہین۔ عارضی صلح کے وقت ہندوستان کے کل باشندون نے خوشی مین شریک ہوئے تہے۔

گذشتہ سال ہی کا واقعہ ہے کہ جس وقت وایسرائے بہادر بنگلور مین تشریف فرما ہوئے تہے تو مسلمانون نے خوشی سے اون کی استقبال مین حصہ لیا تہا۔ دعوتین طلب کی تہین کہ ہم کو بلایا جاوے۔ اوس وقت یہ سب مفتیانِ فتوے کیون خاموش رہے!

جس جنگ کا انگریزون پر الزام لگایا جاتا ہے۔ اوس مین لڑنے والے کون تہے۔ کیا ہندو اسکہہ!! اور مسلمان نہ تہے! جنہون نے جاکر ترکون کو مارا اور اون کو شکست دی۔ اگر یہ جنگ فی الواقعی مذہبی ہوتی تو مسلمانانِ ہند ترکون سے کیون لڑنے گئے! ہندوستان کے ہزارون مولوی جو اس وقت اپنے کو جمعیتہ العلماء ہند مین ہونے کا دعوی کرتے ہین۔ اوس وقت کہان گئے ہوئے تہے!

اہل ہند نے خود اپنے ہاتون سے اماکن مقدسہ کو فتح کیا۔ ترکون کو شکست دی۔
حرمین شریفین کی پاک زمین کو روندا۔
اس پانچ سال کے عرصہ مین کسی کو یہ خیال نہ آیا کہ انگریز مسلمانون سے مذہبی جنگ لڑ رہے ہین۔ بمصداق۔ بعد گرنے کے گھونسہ یاد آیا! اس وقت ترکون کی حمایت کرنا اور اس جنگ کو مذہبی جنگ قرار دینا کہین مسلمانون کو اس آیت کی تحت مین تو نہین لے آتا! ثُمَّ اَنْتُمْ هٰٓؤُلَآءِ تَقْتُلُوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَتُخْرِجُوْنَ فَرِيْقًا مِّنْكُمْ مِّنْ دِيَارِهِمْ تَظٰهَرُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ وَاِنْ يَّاْتُوْكُمْ اُسٰرٰى تُفٰدُوْهُمْ وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْكُمْ اِخْرَاجُهُمْ اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَتَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ ج ترجمہ۔ پھر تم یہ ہو کہ قتل و قتال بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو ترک وطن بھی کراتے ہو۔ اس طور پر کہ اون اپنون کے مقابلہ مین اون کی مخالف قومون کی امداد کرتے ہو گناہ اور ظلم کے ساتھہ اور اون لوگون مین سے کوئی گرفتار ہو کر تم تک پہونچ جاتا ہے تو ایسون کو کچھہ خرچ کرا کر رہا کرا دیتے ہو۔ حالانکہ یہ بات بھی تم کو معلوم ہے کہ اون کا ترک وطن کرا دینا بھی تمہارے لئے ممنوع ہے۔ کیا تم کتاب کے بعض احکام پر ایمان رکھتے ہو اور بعض پر نہین رکھتے۔ یعنے اپنی قوم مین سے کوئی غیر کے ہاتہ پہنستا ہے تو چھڑانے کو موجود ہو اور خود اس کے ستانے مین کوئی کمی نہین کرتے۔ اگر خدا کے حکم پر چلتے ہو تو دونون جگہہ چلو۔

ہم کافی طور پر ثابت کر چکے ہین کہ وہ آیت کہ جس سے ترک موالات کے مفتیون نے ہنود سے دوستانہ تعلقات رکہنے کی جواز مین پیش کیا ہے۔ اوسی آیت سے انگریزون سے بہی معاملات رکہنا ثابت ہوتا ہے۔ پس مفتی صاحبون نے فتوے دینے مین اختصار سے کام لیا۔ جو غبی اور نافہم لوگ ہین اس کے مطلب ہی کو نہ

کیجے۔ اور قرآن کریم کے صریح الفاظ کی موجودگی میں اصول اسلام کے خلاف فتوے دیدیا ہے۔ پس ایسے فتوے پر عمل کرنا صریحًا خلاف مصلحت اور احکام خداوندی کی مخالفت کرنی ہے!

پھر اپنی تائید میں سورۃ مائدہ کی ایک اور آیۃ کو پیش کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ
یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَ النَّصٰرٰۤى اَوْلِیَآءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ وَ مَنْ یَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ۔ اے ایمان والو تم یہود و نصارٰے کو دوست مت بناؤ وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اور جو شخص تم میں سے اون کے ساتھ دوستی کرے گا بیشک وہ انہی میں سے ہوگا۔ یقینًا اللہ تعالےٰ سمجھ نہیں دیتا جو اپنا نقصان کر رہے ہیں" اس ترجمہ کے نیچے مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے فتوے سے اپنے مطلب کے موافق نقل بھی کر دی گئی ہے۔ ان سے ثابت کر دکھایا ہے کہ "حکومت کے ساتھ ترک موالات مسلمانوں پر واجب ہے" جس کی تفصیل بھی فتوے میں دے دیگئی ہے۔ کونسل کی ممبری ترک کرنے کے لئے یوں لکھتے ہیں کہ "کونسل میں قوم انگریزی بھی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعًا حرام ہے۔ جس کی سند میں پوری آیت کے اس ٹکڑے کو پیش کرتے ہیں۔ وَ لَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ترجمہ۔ "پس یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ مل کر نہ بیٹھ"

ایمان سے کہنا کہ اس ٹکڑے میں کہیں انگریزوں کا ذکر ہے۔ جن کو مفتیوں نے ظالم اور دشمن دین لکھا ہے۔ یا انگریزوں پر ایک صریح بہتان ہے!

نیچے لکھتے ہیں کہ "خطابات کی واطاعت شعاری و بہی خواہی شرعًا حرام و گناہ کبیرہ ہے۔ جس کاغذ پر ۵۰۰ مولویوں نے دستخط کیا ہو۔ اوس میں ایسی باتیں

مسلمانوں کو سمجھائی گئی ہوں تو وہ لوگ جنکو زیادہ علم نہیں ہے بہت حیران ہیں کہ ہم کیا کریں۔

ترک کونسل کے وجوہات میں ایک آیت کے آخری ٹکڑے کو جس کا شروع اور درمیانی حصہ چٹ کر کے یوں رقمطراز ہیں۔ ”کونسل میں قوم انگریزی بھی ہوتی ہے جو ظالم و دشمن دین ہے۔ اور ایسی قوم کے ساتھ اعزازی نشست شرعًا حرام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ترجمہ۔ پس یاد آنے کے بعد ظالموں کے ساتھ ملکر بیٹھ۔ اسی کے تحت میں حکومت کی وفاداری و اطاعت شعاری۔ و بہی خواہی مسلمانوں پر حرام ہے۔ اس لئے وفاداری کی قسم شرعًا حرام اور گناہِ کبیرہ ہے“ یہ ہے جمعیتہ العلماء ہند کا فتوے جس پر مسلمانانِ ہندوستان کا دار و مدار ہے۔

ہم مفتیان فتوے سے یہ دریافت کرتے ہیں اس آیت کے ٹکڑے کے ساتھ پوری آیت اگر لکھہ دیتے اور اوس کا شان نزول بھی تحریر فرما دیتے تو ہم کو مغالطہ نہ ہوتا۔ مطلب کی دو باتیں ساری آیت سے لیکر قوم انگریزی کو ظالم اور دشمن دین بنا کر اون کے ساتھ نشست کو شرعًا حرام جو بتایا ہے ذرا ایمان سے کہنا کہ اس آیت کے اول سے آخر تک انگریزوں کا ذکر کس لفظ سے نکالا گیا ہے۔

ناظرین! ہم آپ کو پوری آیت لکھکر اوس کا شان نزول بھی لکھہ دیتے ہیں۔ تاکہ آپ پر جمعیتہ العلماء ہند کی چالاکی ظاہر ہو جاوے کہ اونہوں نے قرآن کریم کے بتانے میں بھی کہاں تک اختصار پر کام کیا ہے۔ سورۃ الانعام رکوع ۸۔ وَاِذَا رَاَيْتَ الَّذِيْنَ يَخُوْضُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ

حَتّٰی یَخُوْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ ط وَاِمَّا یُنْسِیَنَّكَ الشَّیْطٰنُ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰی مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ہ ترجمہ۔ "اور جب کہ تو ان لوگون کو دیکھے کہ جو ہماری آیتون مین نکتہ چینیان کرتے ہین تو اون سے کنارہ کر جب تک کہ وہ کسی اور بات مین نہ لگین۔ اور جو تجھے کبھی شیطان فراموش کرا دے تو یاد آنے کے بعد ظالمون کے سانہ نہ بیٹھہ"

کیا ساری آیت مین کہین انگریزون کا ذکر ہے! یا اس سے یہ پایا جاتا ہے کہ قوم انگریزی ظالم و دشمن دین ہے جن کے ساتہ نشست حرام ہے!

اب اس آیت کی تفسیر سُن لیجئے۔ تفسیر حقانی کی چوتہی جلد کے صفحہ ۸۲ مین یون لکھتے ہین کہ " مشرکین مکہ تکذیب کے سوا قرآن اور ارکان اسلام سے ساتہ تمسخر بہی کیا کرتے تہے۔ ایک احمق نے تمسخر کی کوئی بات کہی۔ دس بیس لڑکون نے اوس کے ساتہہ قہقہہ لگایا۔ اس سے مسلمانون کو جو اتفاقاً اون کی ان مجالس مین جا بیٹہتے تہے بڑا رنج ہوتا تہا۔ اور طبیعت مکدر ہوتی تہی۔ اس لئے حکم آیا کہ تم وہان نہ بیٹہو۔ وہان بیٹہہ کر اسلام کا اور مضحکہ اڑاتا ہے۔ اور جو بہولے سے بیٹہہ جاؤ تو جب یاد آجاوے وہان سے اوٹہہ کہڑے ہوا کرو" یہ ہے پوری آیت کی تفسیر۔

متفقہ فتوے کی مفتیون کو یہ بات خوب معلوم تہی کہ اگر ہم پوری آیت مع تفسیر کے لکہہ دین تو ہمارا مطلب جو بدگمانی پہیلانے کا ہے وہ ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ اس ہی لئے ایک ٹکڑے کو آیت کے پیش کرکے شرعًا حرام ثابت کرکے اسلام کا تمسخر اڑا رہے ہین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر بہول کر ایسی مجلس مین بیٹہہ بہی جاؤ تو یاد آنے پر وہان سے اوٹہہ جاؤ۔ اس مین حرام کا کوئی ذکر نہین ہے۔

اب ہم ناظرین سے پوچہتے ہین کہ قانونی کونسلون مین یا میونسپل بورڈون مین جو انتظام ملکی پر بحث مباحثہ ہوا کرتا ہے۔ وہان آیات قرآنی و کلام ربانی کا

مضحکہ اڑایا جاتا ہے!

جب سے قانونی کونسلین ہندوستان مین قایم ہوی ہین۔ کوئی نظیر ایسی ہم کو نہین ملی کہ جس مین آیات قرآنی کی انگریزون نے توہین کی ہو۔ اور مسلمان ممبر وہان خاموشی سے بیٹھے سنا کئے ہون۔ اگر ہے تو بتا دین۔ اور اگر جسے ذرہ بھر بھی قرآن پر ایمان ہو اسی آیت بلکہ اسی ٹکڑے کی رو سے مشرکین کی ساتھ جن کی شان مین یہ آیت نازل ہوی ہے ہرگز نہین بیٹھ سکتا ہے۔

متفقہ فتوے کے علماؤن نے تو مشرکین و آریہ کے ساتھ مل بیٹھنا کیسا اون کی پیشوائی اور رہنمائی کو تو شرعًا جایز قرار دیا ہے۔ اور انگریزی کونسلون کی نشست کو حرام ثابت کر رہے ہین۔ مشرکین و آریون کے کارنامے جو ہمارے قرآن پاک کے بارے مین آے دن جو تمسخر و مضحکہ اڑا رہے ہین علماؤن نے بُھلا دیا۔ مگر حکومت کے ساتھ اظہار وفاداری و اطاعت شعاری کو بھی حرام بلکہ کبیرہ گناہ کہہ رہے ہین۔ اور اسلام کی خود توہین کر رہے ہین کہ ہمارا قرآن ایسی تاکید کرتا ہے کہ اپنے بادشاہ کی اطاعت و فرمانبرداری مت کرو۔

اپنے مطلب کی آیتین ہر کوئی بھی نیچے اور اوپر کی چھٹ کر کے قرآن ہی سے ہر بات کو ثابت کر سکتا ہے کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے! مگر ایسی دلایل بے موقع لانے سے قرآن کریم کا خود مضحکہ اڑانا ہے۔ کس جرأت کے ساتھ مفتیان فتوے نے وفاداری اور اطاعت شعاری کو شرعًا حرام اور گناہ کبیرہ بتایا ہے۔

ان کی نسبت ہم اپنی جانب سے تو کچھ نہین کہہ سکتے ہین۔ مگر ایک جید عالم با عمل۔ فاضل بے بدل۔ مجدد مائۃ حاضرہ۔ مفتی وقت۔ اعلیحضرت عظیم البرکت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری الحنفی مد مجدکم کی رائے

تحریر کر دیتے ہیں۔ جس کو آپ نے اپنے رسالہ " المحجۃ المؤتمنۃ فی آیۃ الممتحنۃ " میں لکھا ہے۔ " احکام شرعیہ میں تغیر کا وقت نہ اب ہے نہ کبھی تھا نہ کبھی ہو۔ ہاں خادمان گاندھی کے لئے نہ صرف کھینچ تان بلکہ کلام الٰہی و احکام الٰہی کو یکسر کایا پلٹ کر کے فرضیت موالات کفار نبھانے کا وقت ہے " بلکہ کمال جسارت سے احکام الٰہیہ کا یا پلٹ کر کے قرآن و حدیث کی عمر بت پرستی پہ قربان کی " قرآن میں فَلَا تَقْعُدُ ہے۔ مفتیوں نے وَلَا تَقْعُدْ لکھا ہے۔ یہ کیوں! اگر اس حکم کے ساتھ ہی کوئی آیت بھی پیش کرتے تو ہم اوس کی توضیح کر دیتے تھے۔ مذکورۂ بالا آیت کے الفاظ میں تو یہ بات نہیں پائی جاتی جس کی ہم نے تفسیر میں تشریح کر چکے ہیں۔

قانون پیشہ کو اس لئے چھڑوایا جاتا ہے کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ قانون پیشہ اصحاب تو قرآنی آیات کو نہیں جھٹلاتے ہیں۔ جس طرح کہ متفقہ فتوے کے مفتیوں نے اپنا مطلب حاصل کرنے کے لئے دکھایا ہے۔ اول الذکر دنیا کے لئے جھوٹ کا سبق دیتے ہیں تو آخر الذکر دین کے لئے اوسی طرح کا سبق دے رہے ہیں! تو ہمارے نزدیک دونوں برابر ہیں۔

اور اپنی مزید تائید میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ کے فتوے سے بعض فقرات چن کر عین العلم و احیاء العلوم وغیرہ کا حوالہ دیتے ہوئے اپنے نمبر ایک کا جواب ختم کرتے ہیں۔

ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے اس مسئلہ کو بھی شاہ صاحب دہلوی کے فتوے ہی سے حل کئے دیتے ہیں۔ جن کو دیکھنا ہو فتاوائے شاہ صاحب رحمہ دہلوی میں دیکھ لیں۔

(۳) گورنمنٹ ہند کی ملازمتیں وغیرہ کیا حرام ہیں!

سوال۔ ترک موالات مع الکفار کا کیا حکم ہے۔

جواب۔ بہ لحاظ دین دوستی کرنا اون کے ساتھ حرام بلکہ کفر ہے۔ اما طبعی دوستی جس مین انسان کو مجبوری ہے جایز ہے۔ (دیکھو فتاوائے عزیزیہ جلد اول۔ و فتاوائے مولانا عبدالحی صاحب لکھنوی جلد دوم)

سوال۔ کفار اگر آپس مین جنگ و قتال شروع کرے اور اہل اسلام ایک طرف کی تائید کرے (جیساکہ گذشتہ جنگ مین ترکون نے جرمنی کی اور مسلمانان عالم نے گورنمنٹ برطانیہ و فرانس و روس وغیرہ کی کی تھی) یا اون کی نوکری کرے تو کیا حکم ہے۔

جواب۔ مباح ہے۔ اور موت ان کی ایسی ہی ہوگی جیسے عوام کی موت جو اپنے بستر پہ مرتا ہے۔

گورنمنٹ سے کوئی خطاب یا عزت ملی ہو تو اوس کا رکھنا اس آیت سے حرام بتلاتے ہین۔ (سورۂ نساء ۱۹ رکوع) اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ ترجمہ فتوئے۔ یعنے۔ کیا لوگ کفار کے نزدیک عزت چاہتے ہین۔ حالانکہ کل عزت اللہ تعالے کے اختیار مین ہے۔ (د) خطاب یافتہ خواہ کتنا ہی روزہ نماز کا پابند ہو شدّت علی المعاندین اس مین باقی نہین رہتی جو ایک دینی فرض ہے جیساکہ گذرا۔

اصل آیت و ترجمہ معہ تفسیر۔ از تفسیر حقانی سورۂ نساء صفحہ ۲۲۶ ملاحظہ ہو۔ بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمَا الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ؕ ترجمہ۔ خوشخبری سنا منافقون کو کہ اون کے لئے عذاب الیم ہے۔ اون کو کہ جو ایمان دارون کو چھوڑ کر

کافرون کو یار بناتے ہین۔ کیا اون کے پاس عزت ڈہونڈہتے ہین۔ پر عزت تو سب اللہ ہی کے پاس ہے۔

صاحبو! انصاف سے کہنا۔ مفتیانِ فتوے نے خطاب مین کوئی تخصیص تو نہین بتائی ہے۔ اس سے یہ سمجہ لو کہ خان صاحب سے لے کر لارڈ تک جتنے خطاب ہین سب اسی مین آ گئے۔ ہندوستان مین سینکڑون شمس العلماء بہی ہونگے۔ کیا اون سب کے روزہ۔ نماز وغیرہ بہ سبب نہ کرنے ترک خطاب کے قبول نہین ہوتے؟

مذکورۂ بالا آیت مین منافقین کی طرف ہی اشارہ ہے جو دنیا کے مقابلہ مین دین کی کچہہ پرواہ نہین کرتے۔ کبہی کرستان اور کبہی مسلمان وہ کفار و مشرکین کا جاہ وحشم دیکہکر ان مین ملتے اور ان کو اس لئے یار بناتے ہین کہ ہم کو عزت و شوکت حاصل ہو۔

مدینہ کے منافق ایسا کیا کرتے تہے یہود کے پاس جا کر اسلام سے نفرت اور اوس پر تمسخر کرتے تہے۔ جیسا کہ آجکل پیروانِ مشرکین کر رہے ہین

اس پوری آیت کا مطلب یہی ہے کہ منافقین کفار سے دوستی کر کے اون سے جاہ و عزت مت طلب کرو۔ عزت کا دینا خدا کے ہاتہہ ہے۔

اس آیت مین لفظ کافرؔ آیا ہے نہ کہ لفظ نصاریٰ۔ اگر لفظ کافر کو لیا جائے تو کیا مشرک و ہنود اس آیت سے علیحدہ ہو سکتے ہین؟ اگر خطاب یا فتہ حکومت سے اپنی خدمات کے معاوضہ مین خطاب پائے ہین تو پیروانِ گاندہو یہ مشرکون کی مدد کر کے اور اون سے مدد لیکر امیدوار سوراج کے ہین۔ جس وقت سوراجیہ حاصل ہوگا۔ یہ بہی بڑے بڑے عہدے۔ اور خطابات مشرکین و ہنود کی جانب سے پائین گے۔ اور قرآن مجید پکارے ہوئے کہتا ہے کہ کُل عزت اللہ کے اختیار مین

ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے ذلت۔ تو پھر ہماری کیا مجال ہے کہ اوس کی دی ہوی عزت کو چھوڑ دیں۔ مگر خدا کو منظور نہیں تو ہم سے چھڑا لے سکتا ہے۔

مگر اس آیت سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ خطاب چھوڑ دو۔ البتہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کفاروں سے عزت مت ڈہونڈو۔ حالات حاضرہ پر یہ آیت پوری طور سے پیروانِ گاندہی کے حسب حال ہے۔ جو اس وقت اہل کتاب سے تو موالات حرام۔ اور مشرکین سے مدد اور عزت تلاش کر رہے ہیں۔

گورنمنٹ کی جملہ ملازمتیں مفتیوں نے حرام بتایا ہے۔ خصوصًا پولیس اور فوجی ملازمت کو تو بدترین معصیت کہتے ہیں۔ کیونکہ ان کو اپنے مسلمان بہائیوں پر گولیاں چلانی پڑتی ہیں۔ جس کی سند میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيْهَا الخ

ترجمہ۔ اور جو کوئی کسی مومن کو عمدًا قتل کرے تو اوس کی سزا جہنم ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہے گا"

اس آیت سے تو یہ نہیں پایا جاتا ہے کہ گورنمنٹ کی ملازمتیں حرام ہیں۔ کہیں اس کا ذکر تک نہیں ہے۔ نہ پولیس اور فوجی ملازمت کے لئے منع کیا گیا ہے آیت کا معنی تو فقط یہ ہے کہ جو کوئی کسی مومن کو عمدًا قتل کرے تو اوس کی سزا جہنم ہے۔ جو کوئی سے مراد کیا پولیس اور فوجی ملازمت لی جاتی ہے؟ اور قتل عمد سے مراد لڑائی میں دُور سے گولی کا مار کہا کر مرنا لیا جاتا ہے؟

ہم اوپر فتاوائے عزیزیہ اور مولانا عبد الحی صاحب مرحوم لکھنوی سے ثابت کر چکے ہیں کہ فوجی ملازمت درست ہے مگر موت اوس کی معمولی مرنے

والے کے مانند ہے۔ اگر وہ کسی جنگ میں مارا گیا تو شہید نہیں کہلائیگا۔

اب ایک سوال تفسیر کبیر سے سناتے ہیں۔

سوال۔ اگر انتظام ملکی یا حفظ مال کفار کے لئے کوئی مسلمان نوکری کرے تو جایز ہے یا نہیں ؟

جواب۔ مباح ہے۔ کیونکہ یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے خزاین کی حفاظت کے لئے نوکری کی تھی۔

سوال۔ انتظام ملکی کے نوکروں کے ساتھ ترک معاملات جایز ہے یا نہیں ؟

جواب۔ جایز نہیں۔ کیونکہ یہ نوکری جایز ہے۔ اور مسلمان جو کام جایز کرے اور مرتکب فعل مباح کا ہو تو اوس سے ترک موالات کسی صورت سے جایز نہیں۔

(۴) ولایتی مال کا استعمال اور اس کی ضرورت

مفتیان فتوے نے دشمنان اسلام (انگریزی قوم) سے خرید و فروخت کو ممنوع و ناجایز قرار دیا ہے۔ ذرا نیچے ان کا استعمال بقدر ضرورت جایز ہی بتایا ہے۔ اس سے پایا جاتا ہے کہ مفتیوں نے اس کو بطور فتوے نہیں لکھا ہے۔ مصلحت وقت کو مد نظر کرتے ہوئے زجراً اموعظتاً یا مصلحتاً کچھ مطلب نکالا ہو۔ فتوے اور ہے زواجر اور ہیں۔ فتوے میں ہر ایک بات پر قول مجتہد کا نقل کرنا ضروری ہے۔ یہاں متفقہ فتوے میں اول سے آخر تک کسی مجتہد یا ائمہ اربعہ کا قول ہی نقل نہیں ہے۔ جیسا کہ جناب فضایل مآب مجدد مائتہ حاضرہ مفتی دین متین حضرت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب قادری بریلوی مد مجدہ کے فتوے

المحجۃ المؤتمنۃ فی آیات الممتحنۃ میں درج ہے۔

اب ہم آپ سے دریافت کرتے ہیں کہ کتنے مسلمانوں نے شہر بنگلور میں۔ یا کل ہندوستان میں متفقہ فتوے کے نمبر ۴ کی پابندی کر رہے ہیں؟ موالات نصاریٰ میں شاید یہ باتیں قصداً نظرانداز کر گئی ہوں:-

(۱) انگریزوں کو اپنے بنگلے۔ مکانات۔ فرنیچر۔ موٹریں۔ گھوڑا گاڑیاں کرایہ پر دے کر اوس کی آمدنی سے اپنا گذارا کرنا۔

(۲) دیگر ممنوعہ اشیاء کا معاملہ جو شرعاً بالاتفاق حرام وناجائز ہے کتنے مسلمانوں اور ہندوؤں نے حالات حاضرہ پر ترک موالات کی تحریک پہ چھوڑ دیا ہے۔ ذرا ہم کو بتائیں!

(۳) ولایتی کپڑے اور جرمنی و امریکہ کی بنی ہوی چیزیں جو کروڑوں روپیہ کی تعداد میں ہندوستان میں فروخت ہوتی ہیں۔ کتنوں نے اس تجارت سے کنارہ کشی اختیار کی؟

ترک موالات کے حامیوں کا یہ فعل بھی کہ وہ بعض چیزوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں۔ اور بعض کا نہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ شرعی مسئلہ نہیں بلکہ طبعی ہے۔ اگر شرعی مسئلہ ہوتا تو کسی کی مجال نہ تھی کہ اس حکم کو نرم یا سخت کر دے۔ حرام کو حلال۔ حلال کو حرام کرنا تو ایک خطرناک جرم ہے۔ پس اگر ترک معاملات ایک شرعی حکم ہے تو پھر اوس کے مدارج مقرر کرنے کا کسی کو کیا اختیار ہے؟

سرکاری یا امدادی مدارس یا کالجوں کے طالبعلموں کو تعلیم جاری رکھنے سے منع کرنا۔ اور وطنی کالجوں کے طلباء کو پڑھائی جاری رکھنے کی اجازت دینا۔ اعزازی عہدہ داروں کو ترک عہدہ پر زور دینا۔ اور دیگر ملازمین کو سرکاری

نوکری کرنے سے سر دست روک ٹوک نہ کرنا۔ اور وقت کا انتظار کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے۔ اور پھر عیسائیون اور یہود سے تجارت کرنا کس طرح بعذر ضرورت جایز ہوسکتا ہے۔

کیا ترک موالات والی آیت میں تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا کا ذکر خاص طور پر نہیں کیا گیا؟ پھر اگر واقع میں یہ حکم شرعی ہے تو کیون تجارت کو بند نہیں کیا گیا؟ کیون طبی کالجون کے طلباؤن کو بھی پڑھائی چھوڑنے پر مجبور نہیں کیا جاتا؟ کیون چوری وغیرہ جرائم کے موقع پر پولس کی امداد لیجاتی ہے؟ کیون عدالت دیوانی میں لوگون سے اپنا دین وصول کرنے کے لئے مقدمات پیش کئے جاتے ہیں؟ اور لوگ بلا اجرت اسیسر بنتے ہیں۔ کیا قرآن کریم کی اون آیات میں جن کا حوالہ مفتیانِ ترکِ موالات نے دیا ہے کوئی حد بندی کیگئی ہے؟ یا ان آیتون کے سوا اور کوئی آیات ہیں؟ جنہون نے ان چیزون سے فایدہ اوٹھانے کی اجازت دے رکھی ہو۔ یا فقط اون ہی چیزون کی اجازت آچکی ہے جن کو کانگریس اور اوس کی ہم نوا مسلم لیگ نے ۳۰ کروڑ باشندگان ہند کا دعوےٰ کرتے ہوے فقط ۲۰ ہزار آدمیون کے مجمع میں اپنے رزولیوشنون کو پاس کر دیا تھا۔ کیا اوس کے مقابلہ میں بھی اونہیں دنون مدراس کے کانگریس وامراوتی کی تعلیمی جماعت نے اس کے برعکس اپنے رزولیوشنون کو پاس نہیں کیا؟ جب تم ۳۰ کروڑ کی نمایندگی کا بیڑا اوٹھاتے ہو تو آخر یہ جماعتیں بھی تو کسی کی نمایندگی کرتے ہونگے۔

اب مسلمانون کو یہان پر قرآن وحدیث سے کام لینا چاہئے یا کانگریس یا مسلم لیگ کے رزولیوشنون پر عمل کرنا واجب ہے خود ذرا غور کرلیں۔

ہم یہ نہیں کہتے کہ تم کانگریس اور مسلم لیگ کے رزولیوشنوں پر عمل مت کرو۔ تمہیں اختیار ہے۔ مگر اس کو شرعی مسئلہ کے تحت میں لاکر عوام الناس کو کیوں دہوکہ دیتے ہو۔

کیا مدعیانِ ترک موالات کے پاس ان سب سوالوں کا ایک ہی جواب نہیں! چونکہ مسٹر گاندہی اور اون کے مسلمان شرکاؤں نے ایسا کہا ہے اس لئے ہم بہی اسی طرح کرتے ہیں۔

جب قرآن پاک تم کو اپنے باپ داداؤں کی چال کو اگر وہ خلاف احکام الٰہی ہے تو چلنے سے منع فرمایا ہے تو گاندہی اور فلاں کون ہیں۔ کیا اسی پر دعوے اسلام کا کرتے ہو۔

ایسے رزولیوشنوں کو احکام شریعت کے مطابق لانے کی کوشش کرنا۔ اور آیاتِ قرآنیہ سے اس کا استدلال کرنا ایک خطرناک گناہ ہے۔ اور عوام کو قرآن و حدیث کے نام سے دہوکہ دے کر اسلام کا تمسخر اڑانا ہے۔

گورنمنٹ ہند یا انگریزوں کے ساتھ تعلقات کا قایم رکہنا جن میں موالات و مودت کو کوئی دخل نہیں ان آیات قرآنیہ سے جایز ہے۔ قولہ تعالیٰ۔ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَىٰ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدْوَانِ۔ ترجمہ بعض لوگوں نے جو تم کو حرمت والی مسجد سے روکا تہا۔ یہ عداوت تم کو (اُن پر کسی طرح کی) زیادتی کرنے کی باعث نہ ہو۔ اور نیکی و پرہیزگاری (کے کاموں) میں ایک دوسرے کے مددگار ہو جاؤ۔ اور گناہ و زیادتی کے (کاموں) میں ایک دوسرے کے مددگار نہ بنو۔

یہ اُس موقع پر نازل ہوی تہی جب کہ کفار و مشرکین مسلمانوں کو فریضہ

مذہبی کے ادا کرنے سے روکتے تھے۔ طرح طرح کی سختیاں کرتے تھے۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ اُن کا جواب بھی ترکی بترکی دیا جاتا۔ لیکن خدائے کریم و رحیم مسلمانوں کو اُن پر زیادتی کرنے سے باز رکھتا ہے۔ اور نصیحت فرماتا ہے کہ کہیں اُن کی عداوت تم کو بھی زیادتی پر مجبور نہ کر دے۔

سورۃ مائدہ کے رکوع ۳ میں ارشاد فرماتا ہے کہ وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ۝ ترجمہ اور کسی قوم کی دشمنی سے انصاف کو ترک نہ کرو۔ انصاف کرو۔ کہ یہی تقویٰ سے زیادہ قریب ہے۔

سورۃ حجر کے ۶ رکوع میں ارشاد فرمایا ہے۔ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ ۝ ترجمہ۔ اور اپنی حفاظت کی جو تدبیریں کرتے تھے۔ اُن کے کچھ بھی کام نہ آئیں۔ اور ہم نے آسمان و زمین کو۔ اور جو کچھ آسمان و زمین میں ہے مصلحت ہی سے بنایا ہے۔ اور قیامت ضرور آنے والی ہے تو کافروں کی شرارتوں سے عمدگی کے ساتھ درگذر کرو۔

ان جملہ آیات سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ کفار و مشرکین وغیرہم کے ساتھ عدل اور نرمی۔ نیز درگذر کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ اور زیادتی اور حد سے تجاوز کر جانے کی سختی کے ساتھ ممانعت کر دی گئی ہے۔

اب رہا یہ سوال کہ معاملات کی اُن سے کہاں اجازت دی گئی؟ اس کا سرسری جواب تو یہ ہے کہ اس کی کہیں ممانعت بھی نہیں کی گئی۔ اور اصول یہ ہے کہ جب شارع کسی امر میں خاموش ہو تو۔ اباحت کے پہلو کو ترجیح دیتے ہیں

با این ہمہ آیات الٰہیہ میں اہل کتاب کے ساتہ اکل وشرب اور شادی بیاہ کی عام اجازت ہے۔ کون کہہ سکتا ہے کہ یہ دونوں باہمی معاشرت و معاملات کا اہم ترین جز نہیں ہیں ؟

قرآن شریف میں آیا ہے ۔ اَلْيَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّيِّبَاتُ وَطَعَامُ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ. (سورۃ مائدۃ ع) ترجمہ ۔ آج کے دن تمہارے لئے پاک چیزیں حلال ہوئیں ۔ اور اہل کتاب کا کہانا بہی تمہیں حلال ہے ۔ (بشرطیکہ اوس میں کوئی حرام شئی نہ ہو) اور تمہارا کہانا انہیں حلال ہے ۔ اور حلال ہیں مسلمان پاکدامن عورتیں ۔ اور اون لوگوں کی پارسا عورتیں کہ جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے ۔ جبکہ اون کے مہر ادا کرو ۔

آنحضرت صلعم کی زندگی سے استدلال

اس کے ثابت ہوجانے کے بعد کہ کلام مجید میں اہل کتاب کے ساتہ نرمی و عدل ۔ اُن کے ساتہ اکل و شرب ۔ اُن سے شادی بیاہ کرنے کی صراحتاً اجازت موجود ہے ۔ اب دیکہنا یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طرز عمل ان کے ساتہ کیا تہا ۔ اگر اللہ جل شانہ نے موالات میں معاملات کو بہی شامل کیا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبہی اہل کتاب و مشرکین کے ساتہ معاملات نہ فرماتے ۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑہکر احکام الٰہی کا سمجہنے والا کون تہا ۔

سب سے پہلے یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ باہمی معاشرت میں لین دین۔ خرید و فروخت۔ عدل و انصاف۔ آمد و رفت۔ یا اور اسی قسم کے بہت سے کاروبار ہیں۔ جن کا شمار معاملات میں کیا جاتا ہے۔

احادیث کے تتبع و تلاش سے ایک ایک جز کے متعلق معتدبہ معلومات حاصل ہوتے ہیں۔ اور حیرت ہے کہ جو لوگ ترک موالات و معاملات کو مذہبی حیثیت سے ثابت کرنے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ ایسے صریح واقعات پر کیونکر پردہ ڈال سکتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضہ سے روایت ہے کہ قیصر روم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دیبا کی پوستین ہدیہ بھیجا۔ آپ نے قبول فرماکر زیب تن فرمایا۔ پھر اُتار کر حضرت جعفر طیار رضہ کو دیدی۔ دوسرے روز حضرت جعفر رضہ اسی پوستین کو پہن کر دربار نبوت میں تشریف لائے۔ آپ نے دیکھ کر فرمایا کہ میں نے یہ پوستین تم کو تمہارے پہننے کے لئے نہیں دی ہے۔ حضرت جعفر طیار رضہ نے فرمایا یا رسول اللہ پھر میں اس کو کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ اپنے بھائی نجاشی کو بھیج دو۔

مقوقس عزیز مصر کو جب دعوت اسلام دی گئی تو وہ اسلام نہیں لایا مگر دو لڑکیاں بطور ہدیہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں بھیجی تھیں۔ اُن میں:

ایک ماریہ قبطیہ تھیں۔ جو حرم نبویؐ میں داخل ہوئیں۔

دوسری۔ سیرین۔ تھیں۔ جو حضرت حسان رضہ کے مِلک میں آئیں۔

خچر کا نام۔ دلدل۔ تھا۔ جس کا ذکر اکثر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے۔

عبداللہ الہوزنی رضہ نے حضرت بلال رضہ سے حلب میں پوچھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخراجات کیونکر چلتے تھے۔ حضرت بلال رضہ نے فرمایا کہ

میں آنحضرت صلعم کے لئے قرض چیزیں خرید اکرتا تھا - ایک مرتبہ مجھ سے ایک مشرک نے کہا کہ اے بلال میرے پاس ہر قسم کا مال موجود ہے - تم مجھ سے قرض لیا کرو - چنانچہ میں نے اس سے قرض لینا شروع کیا -

ایک دن میں وضو کرکے اذان کے لئے کھڑا ہی ہوا تھا کہ وہ مشرک تاجروں کی ایک جماعت کے ساتھ میرے سامنے آکر کہنے لگا کہ او حبشی ! میں نے جواب میں لبیک کہا - وہ نہایت ترش رو ہو کر بولا کہ تجھکو معلوم ہے کہ اب مہینہ ختم ہونے میں کتنا باقی ہے - میں نے کہا کہ تھوڑے دن باقی ہیں - اس نے کہا کہ چار روز ہیں - ان کے گذر جانے کے بعد میں تیرے تمام کپڑے اتار کر بکریاں چرواکر چھوڑ دوں گا -

میں اس کے کہنے سے بہت گھبرایا - اور نماز عشا کے بعد آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں باریاب ہوا - اس وقت آنحضرتؐ حرم میں تشریف لیجا چکے تھے - میں نے عرض کی یا رسول اللہ میں ایک مشرک کا قرضدار ہوں - اور اس نے ایسا ایسا کہا ہے -

اس وقت نہ حضورؐ کے پاس کچھ ہے - اور نہ میرے پاس کہ قرض سے پیچھا چھڑایا جائے - اس لئے بہتر یہ ہے کہ میں تا وقتیکہ خدا قرض نہ ادا کرا دے - یہاں سے کسی مسلمان قبیلے میں چلا جاؤں - اس کے بعد میں نے اپنے قیام گاہ پر آکر سامان سفر درست کیا - علی الصباح جیسے ہی میں نے چلنے کا قصد کیا تھا کہ دفعتہً ایک شخص دوڑتا ہوا آیا - اور کہا کہ بلال ! تم کو آنحضرت صلعم نے یاد فرمایا ہے -

میں اس کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا - آپؐ نے فرمایا کہ لو - خدا نے تمہارے قرض ادا کرنے کا سامان کر دیا ہے - یہ چار اونٹ

بازار لے جاؤ۔ اور ان کو معہ اُس کے غلہ کے بیچ کر قرض ادا کر دو۔

بخاری شریف میں ہے کہ :-

ایک یہودی کا لڑکا آنحضرتؐ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور اُس کو اسلام کی دعوت دی اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ باپ نے کہا کہ دیکھتے کیا ہو۔ آنحضرتؐ کی اطاعت کرو۔ اس نے اسلام قبول کیا۔ اور آنحضرتؐ یہ فرماتے ہوئے باہر نکل آئے۔ کہ خدا کا شکر ہے جس نے اس کو آگ سے بچا لیا۔ خلقِ محمدیؐ تو یہودی کی تیمارداری کی بھی اجازت دیتی ہے۔

ابن صفوان سے روایت ہے کہ جنگ حنین کے موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے والد صفوان سے کچھ سلاح عاریتًہ طلب فرمائے۔ حضرت صفوانؓ نے کہا۔ کیا اسلحہ آپ غصبًا لینا چاہتے یا عاریتًہ۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ عاریتًہ۔ یہ بعد میں واپس کر دیئے جائیں گے۔

حضرت صفوان رضؓ نے تیس یا چالیس زرہیں عاریتًہ دیں۔ جنگ حنین کے بعد جب رسول اللہؐ نے زرہیں واپس کیں تو چند زرہیں کم تھیں۔ آپؐ نے تاوان دینے کا قصد کیا۔ حضرت صفوان رضؓ نے کہا کہ میں آپ سے تاوان نہ لوں گا۔ کیونکہ آج اپنے قلب میں ایسی بات پاتا ہوں جو قبل ازیں نہ تھی۔ (یعنی نورِ ایمان)

یہ تمام واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیچ بیچاؤ۔ لین دین۔ قرض دام۔ کھانے پینے۔ شادی و بیماری۔ رنج و راحت۔ ایک ایک چیز میں کفار و اہل کتاب کے ساتھ شرکت فرمائی ہے۔

بنو نضیر اور بنو قریظہ کے باہمی مقدمات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

خدمت مین فیصلہ کے لئے لائے جاتے تھے۔ اور اس معاملہ مین آنحضرت صلعم اُن
کی امداد فرماتے تھے۔ اگر ان باتون کا شمار معاملات مین نہین ہے تو پھر کس
عنوان کے تحت مین ان کو داخل کیا جا سکتا ہے؟ اگر خدائے برحق نے
اولیاء کے نقطہ مین مودہ اور معاملت دونون کو شریک کیا ہوتا تو آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طرز عمل۔ خاکم بدہن۔ صریح حکم خداوندی کی خلاف
ورزی تھا۔ حالانکہ کوئی فرد اسلام اس کو سُننا تک پسند نہین کریگا۔

یہ تمام خرابیان اس لئے پیش آرہی ہین کہ موالات کے تحت مین مودہ
و معاملات دونون کو شامل کر لیا جاتا ہے۔ اگر موالات سے محض مودہ و محبت
مراد لی جائے اور معاملات کو اس سے الگ کر لیا جائے تو تمام منتشر کڑیان ایک
دوسرے سے مل جائینگی۔ اور شریعت اسلام پر کسی قسم کا اعتراض و اشکال واقع نہوگا
امام فخرالدین رازی رح نے اپنی تفسیر کبیر مین موالات کی تصریح جو کی ہے
کسی مزید توضیح کی محتاج نہین۔ جس سے صاف طور پر یہی پایا جاتا ہے کہ کفار سے
معاملت و معاشرت جایز ہے۔ اس بنا پر یہ شبہ پیدا ہوا کہ ترک مودت سے
کیا مراد ہے۔ جیسا کہ ہم اگلے صفحات مین متعدد جگہہ بتا چکے ہین۔ اور تفسیر کبیر
مین بھی امام صاحب رح نے تصریح کر دی ہے کہ صرف وہ محبت و مودت منع ہے
جس مین کافرون کی مذہبی خواید کا ارادہ شامل ہو۔ اس کے علاوہ اور تعلقات
کی شرعاً ممانعت نہین۔ امام صاحب رح نے صرف دو صورتون مین تعلقات کو
منع فرمایا ہے:۔

(۱) جہان یہ اندیشہ ہو کہ ان تعلقات سے اسلام کو ضرر پہونچیگا۔
(۲) یا مسلمانون کا رجحان کفار کے مذہب کی طرف ہوگا۔ اگر یہ نہ ہو تو دفع
مضرت یا حصول منفعت کے لئے تعلقات کی اجازت ہے۔

لہذا اکابر علمائے کرام خدارا نہایت غور و بحث کے بعد ایک مفصل فتوےٰ اور شایع فرمائیں۔ جن میں تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہو۔ تاکہ امت محمدی غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائے۔ اور سیاسی ضروریات کی بنا پر احکام شرعی کی غلط تاویل سے دین میں رخنہ نہ پڑے۔

نصاریٰ و مشرکین میں فرق

سورۃ مائدۃ ۱۱ ویں رکوع میں خداوند عزوجل یوں فرماتا ہے:۔
لَتَجِدَنَّ اَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الْیَھُوْدَ وَالَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا وَلَتَجِدَنَّ اَقْرَبَھُمْ مَّوَدَّۃً لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّا نَصٰرٰی ط ذٰلِکَ بِاَنَّ مِنْھُمْ قِسِّیْسِیْنَ وَرُھْبَانًا وَّاَنَّھُمْ لَا یَسْتَکْبِرُوْنَ ط

(ترجمہ) تمام آدمیوں سے زیادہ مسلمانوں سے عداوت رکھنے والے آپ ان یہود اور ان مشرکین کو پاویں گے۔ اور ان میں مسلمانوں کے ساتھ دوستی رکھنے کے قریب اون لوگوں کو پاؤ گے جو اپنے کو نصاریٰ کہتے ہیں۔ یہ اس سبب سے ہے کہ ان میں بہت سے علم دوست عالم ہیں۔ اور بہت سے تارکِ دنیا درویش ہیں۔ اور اس سبب سے ہی یہ لوگ متکبر نہیں ہیں۔

اس آیت کا شانِ نزول بھی سن لو۔ مکہ معظمہ میں جب مشرکوں کے ہاتھ سے اہل اسلام پر نہایت سختی پہنچنی شروع ہوئی کہ کوئی دھوپ میں ڈال کر کوڑوں سے پیٹا جاتا تھا۔ اور کسی کو قتل کیا جاتا تھا۔ اور کسی کو زخم لگائے جاتے تھے۔ کسی کا گوشت کاٹا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ عمار بن یاسر اور اون کے والدین کو عذاب دیا جا رہا تھا۔ اتنے میں ابو جہل بھی وہاں آنکلا جو مشرکوں کا لیڈر تھا۔ اس بدبخت نے سمیہ والدہ عمار کی پیشاب گاہ میں نیزہ ایسا چلایا کہ وہ شہید ہو گئیں

ایسی حالت مین ۸۲ مسلمان جن مین ۱۳ عورتین مع حضرت عمر رضہ و جعفر طیار رضہ وغیرہ کے دریاے قلزم پار ہو کے ملکِ حبش مین ہجرت کر گئے۔ اوس ملک کا بادشاہ اصحمہ نامی جس کا لقب نجاشی عیسائی تہا۔ جب یہ جماعت اوس کے ملک مین پہونچی تو کفار قریش نے نجاشی کے لئے تحایف و ہدایا دیکر عبد اللہ بن ابی مشہور منافق۔ اور عمر بن العاص کو بہیجا کہ یہ جماعت کا ایک نیا مذہب ہے اور یہ لوگ مسیح کو خدا نہین بلکہ خدا کا بندہ کہتے ہین۔ انکو مقید کرکے ہمارے پاس واپس بہیجدیجئے۔ تاکہ یہ آپ کے ملک مین شورش نہ برپا کرین۔ اس مراسلہ کو دیکہہ کر نجاشی نے اپنے ارکین سلطنت و علماء و فضلائ کی ایک مجلس قایم کی۔ اور اس جماعت صحابہ کو بہی ان دونون ایلچیون کے روبرو طلب کرکے مسلمانون سے پوچہا کہ تم مین سے اپنے نبی کا زیادہ قرابت دار کون ہے۔ حضرت جعفر طیار رضہ نے فرمایا کہ مین ہون۔ نجاشی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تمام حال دریافت کیا۔ اور مہاجرون پر ظلم و ستم کا برپا ہونا بہی معلوم کیا۔ اوس کے بعد پوچہا کہ تمہارے محمدؐ پر آسمان سے کوئی کتاب بہی نازل ہوتی ہے؟ تب جعفر طیار رضہ نے سورۂ مریم پڑہنی شروع کی۔ یہ پڑہتے جاتے تہے۔ نجاشی اور اوس کے ارکانِ دولت زار زار کلام الٰہی سُن کر رقت سے روتے جاتے تہے (از تفسیر حقانی)

اس آیت سے کیا یہ پایا نہین جاتا کہ عیسائی دوسری اقوام کی نسبت مسلمانون سے سب سے زیادہ قریب ہین۔ جب وہ شرائط جن کے پائے جانے کی وجہ سے جو پہلی آیت مین فتوے کے آچکے ہین۔ جس کی وجہ سے ہنود قابل موالات سمجہے گئے ہین تو کیا اس آیت کی رو سے نصاریٰ قابل معاملت نہ سمجہے جائینگے اور ان سے ترک معاملت کرنا شرعی فتوے کے ماتحت کیون کر درست اور

جائز ہو سکتا ہے۔

عقائد گاندہویہ کے مقلدین کے نزدیک ہندو تو ہادیانِ اسلام ہیں۔ آیتیں صرف نصاریٰ ہی کے بارے میں نازل ہوئے ہیں وہ بھی فقط انگریزوں ہی کے لئے۔ اور انگریز بھی کل تک ان کے مورد نہ تھے۔ حالات حاضرہ سے ہوئے ایسی ترمیم شریعت وتغیر احکام وتبدیل اسلام کا نام خیر خواہی اسلام اور فدائی قوم وخلافت رکھا گیا ہے۔

خواہ عالم ہو یا فاضل کوئی بھی ہو اپنے مطلب براری کے غرض سے کلام الٰہی یا اوس کے معنے میں تغیر وتبدل کرے گا تو آخر کسی نہ کسی جگہ اوسی کی تحریر اوس کو نادم کر دے گی۔

ہمارے پاس مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم کا ایک فتوے وانمباڑی سے آیا ہے۔ جس کے صفحہ ۹ پر جو عبارت درج ہے ملاحظہ ہو۔

پہلے مولانا نے ترکِ موالات نصاریٰ پر بہت زور دے کر بعد میں یوں تحریر فرماتے ہیں :-

" پس اے میرے عزیزو۔ تم اللہ پر بھروسہ کر کے اور اس کی رسّی کو مضبوط تھام کر اپنے عزم پر قایم رہو۔ اور موالاتِ نصاریٰ ترک کرو۔ (مسلمان ہمیشہ ہی سے ترک موالات بالکفار ہیں۔ موالات بالکفار قطعی حرام ہے) اور اپنی استطاعت کے موافق جو خدمت گذاری اسلام اور اہل اسلام کی کر سکتے ہو اس سے درگذر نہ کرو کہ اب وقت درگزر کا نہیں ہے۔

حسن اتفاق سے اس وقت ہندوستان کی سب سے بڑی کثیر التعداد قوم (ہنود) کا مطمح نظر بھی تمہاری ہمدردی اور واقعات پنجاب اور خواہش سیلف گورنمنٹ کی وجہ سے ترک موالات مع النصاریٰ ہے اور ابھی حال میں

سنا گیا ہے۔ کہ سکھ لیگ نے بھی فیصلہ کر لیا ہے۔ اس موقعہ کو غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ تم اپنی نظر فقط خدا پر رکھو۔ تمہارا دوست اور مددگار صرف وہی ہے۔ البتہ جو قومیں تمہارے اس پاک مقصد میں خود بخود شریک ہو جاویں یا تمہاری تائید اور غمخواری کریں۔ ان سے تم بھی مصالحت کرو اور مداداری کا برتاؤ کرو اور بیرث وانساط و مروت اور حسن سلوک سے پیش آو۔

قرآن حکیم میں ہے :-

لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ ۝ اللہ ان لوگوں کے متعلق جو دین کے معاملہ میں تم سے نہیں لڑے اور نہ انہوں نے تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اس سے منع نہیں کرتا کہ تم ان کے ساتھ بھلائی اور منصفانہ سلوک کرو بلاشبہ اللہ انصاف کرنے والوں کو چاہتا ہے "

اس موقعہ پر اس قدر تنبیہ ضروری ہے کہ ہندو اور مسلمانوں کے اُن تعلقات کا اثر یہ نہ ہونا چاہیئے کہ مسلمان اپنے کسی مذہبی حکم کو بدل ڈالیں یا شعائر کفر و شرک (وہ چالیس غیر شرعی امور ملاحظہ ہوں جن کا ذکر کسی اور جگہہ کیا گیا ہے) کو اختیار کرنے لگیں۔ اگر وہ ایسا کریں گے تو نیکی برباد گناہ لازم کی مثل اپنے اوپر منطبق کرینگے۔"

"بالکل آخر میں مجھے یہ کہہ دینا بھی ضروری ہے کہ تحریک ترک موالات (تحریک موالات ہی مسلمانوں سے کرنا عبث ہے۔ ہر مسلمان مذہبًا موالات بالکفار کا پابند ہے) کا موجودہ حالات میں کامیاب بنانا صرف اس پر منحصر ہے کہ کوئی حرکت ہماری طرف سے ایسی نہ ہونی چاہیئے جو نقص امن یا تشدد کا

کی موجب ہو - اور یہی نصیحت اس ملک کے تمام سربرآوردہ دانشمندون نے
کی ہے - ورنہ فائدہ کی جگہہ نقصان کا اندیشہ ہے -

مسلمانون سے اپیل اور کہلی مسلمانی چھٹی مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی اور عبدالماجد صاحب بدایونی اور مسٹر عبدالودود صاحب بریلوی کے لئے

(اقتباس از الفقیہ امرتسر مورخہ ۲۰ فروری سنہ ۱۹۲۱ء)

(۱) "جو واقعات کہ اشتہار   مین لکھے گئے ہین خواہ وہ کیسے ہی ہون مگر اس قدر مین تو شک نہین کہ ایک بڑی اسلامی سلطنت کو نقصان شدید پہنچا۔ کیا کوئی مسلمان اس پر خوش ہوسکتا ہے کسی اسلامی دماغ مین مسلمانون سے یہ سوال کرنا کہ کیا تم خوش ہوئے یا رنجیدہ عبث ہے - مگر وہ حضرات کہ مشرکین کو اپنے امام اور رہبران دین بنا چکے اور آیات و احادیث کو تمام عمر بت پرستی پر لٹا چکے اون سے یہ سوال عجب نہین "

(۲) سید الشہدا و سیدنا امام حسین و اہل بیت کرام رض پر جو سخت مظالم میدان کربلا مین گذرے کیا صحابہ و اہل بیت علیہم الرضوان اوس وقت ملک مین ایسے بے معنی غل شور مچاتے پھرے ؟ کیا کوئی شہادت کمیٹی قایم کی ؟ کیا اوس مین گمراہون - بے دینون اور مشرکون کو صدر مجالس بنایا تہا ؟ کیا ساکنان حجاز و یمن و شام وغیرہا قلمرو یزید سے ہجرت کرکے کابل چلے گئے تہے ؟ کیا اپنی قوت بڑہانے کو صحابہ و اہل بیت کرام رض نے مشرکون یا کافرون کے دامن مین چھپے تہے ؟ اون کی خوشی کے لئے کوئی شعار اسلام بند کیا تہا ؟ قشقے کا وہان رواج تو نہ تہا مگر زنار تو تہے - کتنے مسلمانون نے جنیو پہنا - کونسے کافر کو اپنا

امام اور رہبر بنایا ؟ قرآن وحدیث کی کتنی عمر کفر پہ پچہاور کی ؟ کون سے معبد کفار کو مقدس علامت ٹہرایا ؟ مسلم و کافر کا امتیاز اوٹہانے کو کونسا نیا مذہب بنایا ؟ کس کافر یا مشرک کو مساجد طیبہ مین منبر پہ چڑہا کر واعظ مسلمین بنایا ؟ کس کافر یا مشرک کی ٹکٹی (یعنے ہندوؤن کا جنازہ) (یا ارتہی) اوٹہائی ؟ اوس کی نماز جنازہ پڑہی۔ اوس کے لئے دعاء مغفرت کی ؟ کس کافر یا مشرک کی جئے پکاری ؟ اوس کے خیر مقدم مین ایڈریس دئیے ؟ اوس کی حمد کے غلغلے کئے ؟ (ہندوؤن اور گوماتا کی جے پکارے ؟ قربانی کی گائے کو پہولون کے ہار پہنا کر باجے گاجے کے ساتہ گؤشالہ تک پہونچایا ؟ اور کس مشرک کا نام خطبۂ جمعہ مین مقدس ذات ستودہ صفات کے تعریفی الفاظ سے جیساکہ ناگپور خلافت کمپ مین اردو مین خطبۂ جمعہ پڑہتے ہوے لیا تہا ؟ اور حاضرین مین بہت سے مولوی خاموش بیٹہے رہے۔ جریدۂ روزگار ۱۸ فروری) یا اوس کی گاڑی کہینچی ؟ مسلمانون سے ۳۵ لاکہہ لوٹ کہسوٹ کر یوروپ و شام مین مزے اڑائے ؟ فضایل کثیر اہل بیت وصحابہ رضہ کے اس مین سے کچہہ نہ پایا۔ اور جو کچہہ اونہون نے کیا وہی بقدر استطاعت ہمارے علمائے اہل سنت نے کیا اور کر رہے ہین "

(۳) "کیا گرامی حضرات اس ضرب المثل کی اجازت دین گے یا غلطی پر متن اطلاع بخشین گے کہ جاڑا آیا گیدڑ رات بہر چلائیے۔ اوس جنگل مین چند مقبولان خدا بہی مشغول یاد خدا تہے۔ گیدڑون نے اون کی آواز اپنی سی نہ سنی۔ صبح گیدڑون مین سے کسی نے اون سے پوچہا کہ کیا آپ لوگ جاڑے سے متاثر نہین ہوتے۔ فرمایا ہوتے ہین۔ کہا پہر چلاتے کیون نہین ؟ فرمایا تمہارے شور و غل نے جاڑے کا کیا بگاڑ لیا؟"

(۴) "دریا طغیانی پر ہے۔ کچہہ لوگ ڈوب رہے ہین اون کو بچانا ضروری

فرض ہے مگر کن پر ؟ قومی تیراکون پر ! جو تیرنا نہین جانتے اون پر شرع ہرگز لازم نہین کرتی کہ اونہین بچانے کو دریا مین کود پڑو کہ وہ تو بچ نہ سکین اور تم ڈوب جاؤ۔ اس پر غل مچانے والا کہ اونہین ہمدردی نہین کیا۔ اون ڈوبتون کا خیر خواہ ہے یا ان بچے ہوؤن کا بدخواہ ؟

(۵) "مسئلہ موالات پر علمائے اہل سنت ہمیشہ سے روشنی ڈال رہے ہین۔ دفتر کے دفتر شایع فرما چکے ہین۔ انہون نے تو آج سیکھی وہ بہی آدہی بلکہ اوندہی۔ نصاریٰ سے تو موالات درکنار۔ معاملت بہی حرام اور مشرکون کی موالات بالائے طاق اور غلامی اور بندگی فرض "

"اسی پارٹی کے نیچری تہے جنہون نے موالات نصاریٰ کو اس حد تک پہنچایا۔ کہ اپنے پیروؤن کو دین سے آزاد نیم نصرانی جنٹلمین بنادیا۔ کیا اوس وقت علمائے اہل سنت نے اون کی مخالفت نہ کی ؟ کیا اونہین کافر نہ کہا ؟ کیا اوس کے فتوے نہ چہاپے ؟ کیا فتاوے حرمین وغیرہ گم ہوجاوینگے پہر اوسی پارٹی کے ندوی تہے کہ مرتدون سے موالات چاہی۔ کیا علمائے اہل سنت نے اوس وقت اون کی مخالفت نہ کی ؟ کیا اون کو گمراہ و بددین نہ کہا ؟ کیا پچاس سے زاید کتابین نہ چہاپین ؟ کیا فتاوے السنہ و فتاوے القدوہ وغیرہ نہ رہے ؟

"اب پس ہی پس رو ان گاندہی ہین کہ مشرکون سے اتحاد کیا۔ اون کی غلامی اور انقیاد فرض کہہ رہے ہین۔ اب بہی علمائے اہل سنت ہی نے اس پر ان کی مخالفت کی اور انہین جو کہنا تہا کہا۔ پہر مسئلہ موالات کا ان سے سوال کیسا تجاہل عارفانہ بلکہ دانستہ اپنے آپ کو دیوانہ بنانا ہے "

"آپ حضرات نے قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار نہ کی۔ کیا صاف

نہ کہا کہ اگر اپنے بہائی ہندوؤن کو راضی کرلوگے تو خدا کو راضی کرلوگے" (نعوذ باللہ منہا) کیا یہ نہ کہا کہ نبوت ختم نہ ہوتی تو گاندہی جی نبی ہوتے" (لاحول ولا قوۃ الا باللہ) دو کیا مشرکون سے بخوشی قشقے نہ لگوائے؟ کیا مشرکون کو مسجد مین لے جاکر مسلمانون سے اونچا کہڑا کرکے اون کو واعظ نہ بنایا؟ کیا مشرکون کی خوشی کے لئے شعایر اسلام بند کرنے کی کوششین نہ کین؟ کیا جن خونخوار ہندوؤن نے گائے کے پیچہے مسلمانون کو ذبح کیا۔ پہونکا۔ جلایا۔ اتحاد ہنود منانے کے لئے اون کی معافی کا رزولیوشن پاس نہ کیا؟ (کیا بہار کا ہندو مسلمانون کا جہگڑا اور مساجد کی توہین جو ہندوؤن نے کی اس قدر جلد بہول گئے؟ کٹار پور۔ شاہ آباد۔ نلور کا فساد بہی محو ہوگیا؟) " اون کی رہائی کے لئے درخواست نہ دی؟ اللہ اکبر۔ چند روپیون کی گائے کا خون اتنا گران اور بے گناہ مسلمانون کا خون اس قدر ارزان؟ کیا اپنے اوس دین مین جسے مدار ایمان کہہ رہے ہو۔ مشرک کو اپنا امام و ہادی نہ بنایا؟ کیا مشرک کی ارتہی (یعنے جنازہ) اوٹہانا مشرکون کی جے بولنا" (بندے ماترم کے ساتہ اللہ اکبر کے نعرے مارنا) " یا کسی مشرک کے ارتہی کو لے کر مرگہٹ تک لے جانا؟ مساجد کو اوس کا ماتم گاہ بنانا۔ اوس کے لئے دعائے مغفرت و نماز جنازہ کرنا کرانا" (دفعہ ترک موالات مین شاید مشرک کا جنازہ پڑہنا اور اوس کے ارتہی کے ساتہ گنبد یا دیگر جانا واجب ہوگا۔ مگر مسلمانون کے جنازہ کے ساتہ جو ترک تعلقات کا حامی نہ ہو اوس پر اور اوس کے متعلقین پر نماز جنازہ پڑہنا حرام ہے) وغیرہ افعال شنیعہ جن کے استفتاء متعدد بلاد سے آئے؟ کیا سوا تیرہ سو برس سے ہوئے تہے؟ کیا یہ تمام باتین افعال واقوال کفر و ضلال اوسی اتحاد

وداد کے نتایج نہیں ہین ؟ کیا آپ حضرات نے اس پر کبھی نوٹس لیا ؟ اپنی ہی لگائی ہوئی آگ بجھانے کے لئے کبھی گرما گرم جلسے کئے۔ دہوان دہار روزولیوشن پاس ہوے۔ غرض یہ اسلام کو کند چھری سے ذبح کرین اور مسلم اور علماے اہل سنت ان ضلالتون سے بچانا چاہین تو اون کو نصارے کے طرف دار و (قومی مجرم) کہین ؟

(۷) " یہ بہولاپن ہی عجیب ہے کہ اس سے قطع نظر کیجئے کہ یہ لوگ جو کچھ کر رہے ہین اس کا واسطہ اسلام سے کہان تک ہے۔ ان کا ہر ہر لفظ اور ہر ہر قدم کتنے ہزار کفریات پر مشتمل ہے۔ سبحان اللہ جب اسلام اور کفر ہی ساقط النظر ہے تو پہر رہ کیا گیا جس کی فکر ہے "

(۸) "مشرکون کے ساتھ مرتدون کی موالات اور اون کی تعظیم مین مغالات بہی ہو رہی ہین یہان تک کہ وہ صاحب جنہون نے پرچہ نظام الملک مرادآباد مین صاف لکھہ دیا کہ اون کا خدا ظالم ! جاہل !! چور !!! شرابی !!!! سب کچھ ہوسکتا ہے اور اون کے پیرو اوستاد نے صراحۃً وقوع کذب الہٰی مان لیا کہ ہان خدا جھوٹا ہے۔ کیا کوئی مسلمان ایسون سے میل رکھہ سکتا ہے ؟ (ہرگز نہین) اس گروہ کے سرتاج کے پایۂ تخت کے نیچے جو اہالی وموالی جمع ہین یا تو اون گالیون سے ناواقف ہین جو اونہون نے اور اون کے اوستاد وپیر نے اللہ ورسولؐ کو دین یا خود منہم ہین علمائے اہل سنت کو بہی اس مین دعوت دیتے خدا کا خوف نہ تہا بندون کی تو شرم کرتے "

(۹) ایمان سے کہنا کیا مولوی حضرت عبد القادر صاحب بدایونی وجناب مولوی عبد الوہاب صاحب لکہنوی اسی دین پہ دنیا سے گئے ؟ کیا اون کے یہی اقوال وافعال تہے ؟ یا وہ ایسون کو گمراہ و بے دین جانتے تہے " ؟ -

(۱۰) کفر و کفار سب بجہنم ہر ایک اپنی قبر مین جائے گا (یا مرگہٹ مین جلایا جائے گا) یہ تو فرمایئے کہ اسلام ذبح کرکے دین پچہاڑ کرکے غریب مسلمانون کے ۳۵ لاکہہ روپئے سیر و سیاحت ولہو و عیش و آرام مین لٹا کر اسلام کو یہ نفع پہونچایا"

یہان پہ ہم ناظرین کی ظرافت طبع کے لئے چند اشعار مطبوعہ علیگڈہ انسٹیٹیوٹ پریس کے لکہے ہین جو بصورت پمفلٹ شایع ہو چکے ہین۔

جو آجکل ہین خلافت کے نام پہ قربان
مطیع ان کے ہین ایسے ہزارہا نادان
جما ہوا ہے یہ سکہ اب انکی ساکہون کا
ہزارون لاکہون خلافت کے نام سے لیکر
جو پا پیادہ پہرا کرتے تہے ادہر سے ادہر
نہ بیکسون سے غرض ہے نہ کچھ یتیمون سے
عوض مین اسکے کہ وہ کچھ حساب سمجہاتے
نہ جہینپتے ہین نہ دبتے ہین کچھ نہ شرماتے
خود اپنی قوم سے پہیرے ہوئے نگاہون کو
ملا جو قوم کو سرمایہ عیش و راحت کو
گئے خوشی سے وہ انگلینڈ کی سیاحت کو
مصارف انکے ہوا نا نہ جب پچاس ہزار

حصول زر کے لئے ہے وسیع یہ میدان
کہ آدمی کی پرکہہ جن کو ہے نہ کچھ پہچان
کہ خرچ خانہ بدوشون کا بہی لاکہون کا
مزے سے کرتے ہین بنگلو نہین کہ ہو نہین بسر
اڑاتے پہرتے ہین وہ موٹرون کو اب فر فر
فقط ہین بزم مین لفاظیان ندیمون سے
مطالبات کو سنکر ہین اور غراتے
کسی کو مونڈ رہے ہین کسی کو بہکاتے
مٹا رہے ہین جفا کار درس گاہون کو
برائے نام چلے خدمت خلافت کو
قدم اوٹہے نہ مگر کعبہ کی زیارت کو
تو خاک پائین گے پہر اپنی قوم کے حقدار

"ملک ترکی کا فلان حصہ چہڑا لیا ایسا ہو تو بتائین؟ اور دوسرون پہ منہہ آئین۔"

کہ ہم نے تو چیخ چلاکر دین گنوا کر انگل بھر جہرا بھی لی اور تم نے کیا کیا؟

(۱۱) قرآن کریم کا یہ ارشاد۔ وَلَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ عَشِيرَتَهُمْ ط (ترجمہ) جسے اللہ اور قیامت پر ایمان ہے وہ اللہ اور رسولؐ کے کسی مخالف سے دوستی نہ کرے گا۔ اگرچہ اوس کا باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا عزیز۔ (ایمان سے کہنا) "کیا یہ آیت کریمہ خاص نصاریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے" یا (یا اس کا اطلاق ہر ایک کفار و مرتد و ملحد و زندیق و فاسق و فاجر و بدعتی یا مشرک سب پر ہو سکتا ہے یا نہیں؟) کیا ہنود اللہ و رسولؐ کے مخالف نہیں؟ یا آیت میں اون کا استثناء ہے؟ جب کچھ نہیں تو ان تینوں فرقوں سے آجکل گہرا وداد وگاڑہا اتحاد منا رہے ہیں۔ کیا قرآن سچا نہیں ہے؟ یا انہیں اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں ہے؟"۔

(۱۲) "قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا بِطَانَةً سے إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ ط تک" (ترجمہ) اے ایمان والو اپنے سوا کسی کو صاحب خصوصیت مت بناؤ کیونکہ وہ لوگ تمہارے ساتھ فساد کرنے میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھتے۔ تمہاری مضرت کی تمنا رکھتے ہیں۔ واقعی بغض اون کے منہ سے بے اختیار ظاہر ہو جاتا ہے اور جس قدر اون کے دلوں میں ہے وہ تو بہت کچھ ہے۔ چنانچہ ہم علامات عداوت کے تمہارے سامنے ظاہر کر چکے اگر تم عقل رکھتے ہو" (اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کسی غیر مسلم کو اس طرح کا دوست بنانا جس سے وہ ہمراز و صلاح کار اور مشیر بن سکے مسلمانوں کو منع ہے چنانچہ روح المعانی میں حضرت حسن رضؓ کا تائید کرنا ایک حدیث کی بروایت بیہقی

مشرکین کو ہمراز بنانے کی ممانعت ہین آئی ہے۔ اسی آیت سے منقول ہے اور تفسیر کبیر ہین حضرت عمر رض کا انکار فرمانا ایک نصرانی کو منشی بنانے سے اسی آیت کی بنا پر مذکور ہے۔ شان نزول اس آیت کریمہ کا یہ ہے کہ بعض صحابہ بدستور سابق یہود سے رشتہ داری اور ہمسائیگی کی وجہ سے میل جول رکھتے تھے اور انہین اپنا رازدار سمجھتے تھے تو اون کو اس سے منع کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوی۔ سورۂ آل عمران رکوع ۱۱ (از لباب المنقول) جب یہود و نصارے کو اپنا رازدار بنانے کی ممانعت آچکی ہے تو مشرکین و ہنود سے کیسے تمدنی اتحاد و استعانت دینی مقصود کے حصول کے لئے کیونکر شرعًا جایز ہوسکتا ہے؟ جس کے جواز ہین جمعیۃ العلماء ہند نے سورۂ ممتحنہ کی اوس آیت کو پیش کیا ہے۔ جس کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین۔ جس ہین خدا تعالیٰ اون کفار کے سانہ بہلائی اور انصاف کرنے سے منع نہین کرتا۔ جنہون نے تم کو تمہارے گہرون سے نہین نکالا نہ تم سے مذہبی جنگ کی۔ اور آنحضرت صلعم کا غزوات خیبر و حنین ہین یہودیون اور مشرکون سے مدد لینا بیان کرکے اپنی گاندہرم کی تائید کررہے ہین۔ آگے چل کر ہم ثابت کردین گے کہ وہ بات اور تہی اور یہ موجودہ شورش اور ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند نے اگر اس آیت کا شان نزول ہی لکہہ دیا ہوتا جس کی رو سے مشرکین و ہنود سے تمدنی اتحاد و استعانت لینی شرعًا واجب بتایا ہے۔ ہم ناظرین کی آگاہی کے لئے شان نزول ہی اوس آیت کا یہان لکہہ دیتے ہین:-

لَا یَنۡھٰکُمُ الخ۔ مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض کی بیوی قتیلہ جو ابہی مشرکہ تہی اور حضرت صدیق اکبر رض اسے پہلے ہی طلاق دے چکے تہے ایک مرتبہ کچہہ تحفہ تحایف لیکر اپنی بیٹی اسماء بنت ابی بکر رض کے پاس آئی۔ حضرت اسماء نے اپنی بہن حضرت عایشہ صدیقہ رض کے پاس کہلا بہیجا کہ حضرت رسول خدا صلعم سے مسئلہ دریافت

کرو کہ مشرک کا تحفہ قبول کرنا جایز ہے یا نہین ؟ اور جھکو مشرکہ ماں کے ساتہ کسی قسم کا سلوک کرنا درست ہے یا منع - اوس وقت یہ آیت نازل ہوی کہ جو تم سے لڑے نہین اور نہ تم کو اونہون نے جلا وطن کیا اور نہ جلا وطن کرنے پر تمہارے مخالفون کی مدد کی اون کے ساتہ قرابت داری کے باعث کچھہ سلوک کرنیے مین مضایقہ نہین !
ابن عباس رض کہتے ہین کہ قبیلۂ بنی خزاعہ کے بارے مین یہ آیت نازل ہوی جنہون نے آنحضرت ص سے عہد کر لیا تہا کہ ہم آپ پر چڑہائی نہ کرینگے - نہ آپ کے بر خلاف کسی کو مدد دین گے غیر کوئی واقع ہو - (تفسیر حقانی صفحہ ۱۸)
"اب اس معاملہ مین مدعیان ترک موالات نے جو مشرکین کا دامن پکڑا ہے اور اون سے بہی خواہی کی امید رکہی ہے (ایمان سے کہنا) اب یہ سچے ہین یا قرآن سچا کہ وہ (یعنے مشرکین یا غیر مسلم) تمہاری بد خواہی مین ہرگز کوتاہی نہ کرین گے پہر اون کا دامن تہامنا قرآن کریم کی تکذیب ہے یا نہین - بینوا وتوجروا -" (یہ آیت کریمہ نے جیسا کہ ہم اوپر لکہہ آئے ہین متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند کے نمبر ۵ اور ۶ کی تکذیب کرادی ہے) "بد نصیبی اوس ناواقف کی جو خود تیر نہ سکے اور گائی کی پیٹہہ چھوڑ کر بہینسے کی دم کا سہارا لے - بہینسا اوسے دہوکا دیگا اور یقیناً گہرے پانی مین ڈبو کر رہیگا -
(۱۳) مسلمانون ہم تم کو قرآن کریم کی تصدیق دکہاتے ہین اور بتاتے ہین کہ اس موجودہ شورش کا اصلی مدعا اور اندرونی راز ہندوؤن کا کیا ہے - سنو غور سے سنو ! دشمن اپنے دشمن کے لئے تین باتین چاہتا ہے :-
اول - اپنے دشمن کی موت جس مین جہگڑا ہی ختم ہو -
دوم - یہ نہ ہو تو اوس کی جلا وطنی کہ وہ اپنے پاس نہ رہے اور اپنے ملک سے صورت کالی کرے -

سوم - اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو اخیر درجہ اوس کو عاجز و ناچار بناکر چہوڑ دے ۔ ہمارے دشمنوں نے ہم پر یہ تینوں مدارج طے کر دئے " اور ان دشمنان دین اور پیروان مشرکین کی آنکہین ابہی نہین کہلتی ہین بلکہ اون کی نصیحتوں کو اپنی خیر خواہی سمجہتے ہین - علماؤں کے فتوے شایع کرواکر عوام کو مغالطہ مین ڈال رہے ہین کہ اس مین اس قدر علماؤں کی دستخطین ہین دیکہہ لو -

کیا تم بہول گئے اور لکہنؤ کے اون اشتہارات کو دل سے بہلا دئے - جس مین جہاد کے اشارے ہوئے - اس کا کہلا نتیجہ ہندوستان کے مسلمانوں کا فنا ہونا اور اپنے آبا و اجداد کے ملک سے اپنی بی بیون - بہو بیٹیون کو بیوہ بناکر دشمنان دین کے حوالے کرکے عاقبت کی طرف جانا تہا - (۲) جب اس سے بہی مایوسی ہوی تو یاروں نے ہجرت کا ہرّا دیا کہ کسی طرح یہ دفع ہوں - اور یہ سارا ملک ہماری کبڈیان کہیلنے کو رہ جائے - اور یہ مسلمان اپنی جایدادین کوڑیون کے مول بیچ کر یا یون ہی چہوڑ کر ہندوستان سے چلے جائین - بہرحال اون کے املاک - اون کے مساجد و مزارات اولیاء ہماری پائمالی کو رہ جائین - اور ہم اپنے اصلی مطلب کے راز کو حاصل کر لین گے -

(۳) جب اس بازی مین بہی وہ ہار گئے اور اون کا مقصد دلی جیسا کہ وہ چاہتے تہے بر نہ آیا تو " ترک موالات کا جہوٹا حیلہ کرکے ترک تعلقات پر ادہار رہے ہین کہ میاں نوکریان چہوڑ دو - کسی کونسل کے ممبر نہ بنو - کسی کمیٹی مین داخل نہ ہو - سرکار کو مال گذاری یعنے ٹیکس وغیرہ نہ دو - خطابات واپس کر دو " امر آخر تو صرف اس لئے ہے کہ ظاہری نام کا دنیوی اعزاز بہی کسی مسلمان کے پاس نہ رہے - اور پہلی تین باتین اس لئے بتائی گئین کہ جب مسلمان اون کے چکمے مین آکر نوکریان اور کونسلون مین جانا چہوڑ دین گے تو

"ہر صیغہ اور ہر محکمہ بین صرف ہنود ہی ہنود رہ جائین گے!
اس وقت کسی محکمہ یا کونسل بین - یا کسی کمیٹی یا مجلس ہی بین دیکھہ لو جہان ہنود کا غلبہ رہتا ہے وہان حقوق اسلام پر جو گذرتی ہے اظہر من الشمس ہے جب تنہا وہی رہ جاوین گے تو اوس وقت کا اندازہ تم خود ہی اپنے گریبان بین منہہ ڈال کر دیکھہ لو -
مال گذاری یا ٹیکس وغیرہ کے نہ دینے پر کیا گورنمنٹ خاموش رہے گی؟ ہرگز نہین! اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ضبطیان ہون گی - اور تمہاری املاک و جایداد نیلام ہون گی - اوس وقت ہندو بخوشی خریدین گے! نتیجہ یہ ہوگا کہ مسلمان عاجز و ناچار ہو کر قلی مزدوری کرین گے" یا مطابق مسٹر گاندہی کے حکم کے چرخہ کات کر گھون - گھون - کرتے رہین گے - یہ تیسرا درجہ ہے -
کیا تم بہول گئے - گذشتہ الیکشن بین ہی ہندوؤن نے تم سے بازی جیت لی - آؤ ہم تمہین سمجھاتے ہین - سوچو غور کرو کہ خداوند کریم کا ارشاد کہ وہ تمہاری بدخواہی بین ہرگز کوتاہی نہ کرین گے - کہان تک پورا ہو چکا ہے - مسلمان مشرکین اور پیروان مشرکین کے چکمے بین آکر اپنے کو مقامی صوبون کی کونسلون سے علیحدہ کر لیا خود بہی نہ گئے اور لایق آدمیون کو بہی روکا - فتوے نکالے - بُرا بہلا کہا - بے عزت بہی کئے - اون کی جگہہ بین کون مسلمان گئے - بقول اخبارات - حلوائی! حجام!! گاڑیبان!!! یا ایسے مسلمان جن کو تم جی حضوریون بین شمار کرکے قومی مجرم کا خطاب دے چکے ہو! اودہر ہندوؤن کو دیکھئے - مانا کہ پنڈت مالوی جی اور دو ایک مثل اون کے تم کو دکہانے کے لئے کونسلون بین نہ گئے - مگر اپنے بیٹے بہائیون کو روانہ کر دیا - ایک پنڈت مالویہ یا راگہوا چاریہ کے کونسل بین نہ جانے سے ہندوؤن کا کچہہ نہین بگڑا - اون بین ایک سے ایک لایق و فایق ہے - اون کی جگہہ سب ایسے

ہندو داخل ہوگئے کہ کسی کو اعتراض کرنے کی گنجایش ہی نہ ملی - نہ کسی اخبار نے ہندوؤں کی نسبت یہ لکہا کہ فلان ہندو حلوائی - یا حجام - یا گاڑی بان ممبر بنایا گیا ہے -

یہ بہی یاروں کی چال تہی کہ تم کو بدنام کرنا تہا اور تمہاری قوم کو ذلیل کرنا تہا کہ مسلمانوں میں کوئی ان کے سوا لایق ہی نہیں ہے - وہ ایک حد تک اس بازی میں کامیاب ہوگئے - جس کو تم نے پیروان مشرکین کے فتاوؤں پر اعتماد کرکے اس بازی کو ہار گئے -

مذہبی مداخلت

مسلمانان لاہور کا ایک عظیم الشان جلسہ ۲۶ فروری کو منعقد ہوا - جس میں حسب ذیل رزولیوشن پاس ہوے :-

(۱) یہ عام جلسہ کونسل آف اسٹیٹ میں رزولیوشن متعلق انسداد گاؤکشی بذریعہ قانون کے خلاف نہایت سختی سے اظہار ناراضی کرتا ہے - اس رزولیوشن سے یقیناً مسلمانانِ ہند کے جذبات مذہبی کو صدمہ پہونچیگا - اس لئے ہزاکسلنسی گورنر جنرل باجلاس کونسل کو مطلع کرتا ہے کہ مقدس مذہب اسلام میں اس قسم کی دخل اندازی ناقابل برداشت ہے - اور ہزاکسلنسی سے درخواست کرتا ہے کہ ایسی سفارشات کو مسترد کردیں -

(۲) یہ جلسہ عام میونسپل کمشنران لاہور - لکہنو اور کلکتہ کی اس کارروائی پر اظہار ناراضگی کرتا ہے کہ اونہوں نے گورنمنٹ سے سفارش کی ہے کہ بذریعہ قانون گاؤکشی موقوف کی جائے - اون کی اس مذہبی دخل اندازی کے خلاف سخت اظہار ناراضگی کرتا ہے - اور گورنر جنرل باجلاس کونسل اور دیگر

گورنران صوبجات ہند سے درخواست کرتا ہے کہ ایسی درخواست کو مسترد کردے (کیا یہ مذہبی مداخلت نہیں ہے؟ دیکھا تم نے ہندوؤں کی خیر خواہی جنکو تم اپنا رازدار اور رہنما بناتے ہو جن کی شان مین خداوند کریم نے تم کو ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جس آیت کا ہم اوپر ذکر کر آئے ہین)

دُور کیون جاتے ہو تمہارے ملک ہی کے ایک لائق فرد یعقوب حسن سیٹھ صاحب ہی کو دیکھہ لو۔ اور اون کے مقابلہ مین۔ آر۔ سی۔ داس ہندو لیڈر کو دیکھو کہ اول الذکر نے عدول حکمی کر کے سزایاب ہوگئے۔ اور آخر الذکر نے اپنی دوراندیشی اور معاملہ فہمی سے حکم کی تعمیل کی۔

یہ ہے ہماری معاملہ فہمی اور دور بینی۔ ہم جیل مین جا کر مبارکبادیان حاصل کرتے ہین۔ ہندو صاحبان اپنی چالاکی و معاملہ فہمی سے آزاد رہکر ہی ملک اور رعایا کی طرف سے مستحق مبارکباد ہو رہے ہین۔

ہندوؤن کی دلی تمنا ہے کہ تم مشقت مین پڑے ہو۔ قلیون کا کام کرو۔ یا زیادہ سے زیادہ جس وقت گورنمنٹ انگلستان تم کو حکومت خود اختیاری عطا کردے گی۔ تب تمہارے لئے وہی چپراسی۔ اور پوسٹ پیونی یا زیادہ سے زیادہ معمولی منشی گری رکھی ہوئی ہے۔ " والعیاذ باللہ تعالےٰ "

ظاہر ہے کہ اوبہارنے والے کو نہ حلت و حرمت سے بحث نہ وہ جدید معاملت مثل نوکری وغیرہ مسلم سے ہو یا کافر سے بشرطیکہ مرتد نہ ہو۔ اس مین سے جو حرام ہے وہ ہمیشہ سے حرام تھی اور جو حلال ہے اب بھی حلال ہے۔ حلال کا فعل و ترک فی نفسہ شرعاً واجب نہین " (کذا فی التفاسیر)

" کالجون اور مدرسون کی امدادین چھڑائی جاتی ہین۔ مگر ریلین۔ تار۔ ڈاک۔ موٹرین وغیرہ نہین چھوڑتے! کیا یہ گورنمنٹ سے معاملت نہین؟

جس کے سبب لاکھوں روپیہ روزانہ خزانہ مین داخل ہوتے ہین !! تو اس پر
یہ جواب دیا جاتا ہے کہ۔ ریل۔ تار۔ ڈاک۔ صیغۂ آب رسانی وغیرہ تو ہمارے
ہی روپیوں سے ہین ! سبحان اللہ۔ صیغۂ تعلیم کو جو امداد دی جاتی ہے
کیا وہ روپیہ انگلستان سے آتا ہے ؟ وہ بہی تو اسی ملک کا اور تمہارا دیا ہوا ہے
لیکن تمہارے رہنماؤن نے تم کو اولٹی منطق پڑہا رکہی ہے کہ جس سے بائیکاٹ
کرو۔ اپنے روپیہ سے اوسے نفع پہونچانا حلال۔ مگر اپنے روپیہ سے خود نفع
اوٹہانا حرام !! یہ تو بتلائیے کہ اس مین انگریزون کو کیا نقصان پہونچے گا۔
بلکہ خود اس مین اپنا ہی ضرر کرین گے۔ این ہم بر علم وہ بتائین کہ ترکون کو
اس سے یہ فایدہ پہونچے گا۔ انگریز اون سے زمین لے سکتے تہے مگر اون کا دین
نہ لے سکتے تہے۔ یہان مسلمانون نے ہندوؤن کے بہرے مین آکر اپنے ایمانون
ہندوؤن پر تصدق کیا۔ رہی دنیا اوس کی خرابی کے یہ لچہن ہین۔ غرض
خَسِرَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةَ ذَالِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْن۔ ہوے یا نہین
دیکہی تم نے خیر خواہی مشرکین کی !!

ہنود کی امداد سے ترکون کا ملک یا جزیرۃ العرب کا واپس مل جانا ہوس
خام بلکہ پکا جنون ہے۔ ہم قرآن کریم کی آیتین سنا چکے۔ اگر ایمان رکہتے ہو تو
سنو ! اللہ تعالی فرما چکا کہ ہم نے نشانیان صاف بتا دین اگر تم مین عقل ہو۔
مگر یہ تو فرمایئن ملک ترک یا جزیرۃ العرب اون کے گہر کی جاگیر یا باپ دادا کی
میراث تو نہین۔ اسلام ہی کے سبب سے تو اوس سے علاقہ ہے۔ جب اسلام ہی
کہو بیٹہے اس سے تعلق کیا رہا !!

ہم تو اپنے خیال مین متفقہ جمعیۃ العلماء ہند کے فتوے کا پورا جواب
دے چکے ہین۔ شاید مدعیان ترک موالات کو مولوی ابو الکلام آزاد کے رسالہ

خلافت پر اگر نازہے تو - ہم اوس رسالہ کی نسبت صرف مولانا مولوی قاضی
سراج الدین احمد صاحب بارسٹرایٹ لا کی رائے لکھکر پیش کرتے ہین -
جس سے ناظرین خود نتیجہ نکال لین - " یہ رسالہ اونہون نے ہندوستان
مین اشتعال پیدا کرنے اور مسلمانون کے دلون مین سلطنت کی طرف سے
بدگمانی پیدا کرنے کی غرض سے لکھا ہے - اور اس کو تمام تر محض لفاظی پر
مبنی کیا ہے - اگر مولوی صاحب کو اپنی معرکہ آرائی الفاظ پر ناز ہو تو وہ بالکل
بجا ہوگا - لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہون کہ اس سے وہ ہر ایک شخص کو مرعوب کرلینگے
یا عبارت آرائی سے حقیقت حال کو چھپا سکین گے تو یہ ان کا خیال غلط ہے -
انہون نے اپنے اس رسالہ مین اخفاے واقعات تاریخی - بے حد مبالغہ اور
تاریخی واقعات کے متعلق غلط بیانی کرنے مین ذرا بھی تامل نہین کیا - ایسی
تحریر کا جواب دینے کی کوشش کرنا محض وقت کو ضایع کرنا ہے "
اس پر بھی اگر مولوی آزاد صاحب کے رسالہ خلافت کا مفصل جواب
دیکھنا ہو تو رسالہ حقیقت خلافت کو دیکھہ لو -

(۵) غیر مسلم کی اقتداء

کیا تم کو یہ نظر نہین آتا کہ تم اس صحیح راستہ کو ترک کرکے کہان دھکے کھاتے پھرتے
ہو - اول تو تمام علماء و فضلا کو چھوڑ کر ایک غیر مسلم کو تم نے اپنا پیشوا بنا لیا -
کیا اسلام اس حد تک گر گیا ہے کہ اس کے ماننے والون مین سے ایک روح
بھی اس قابلیت کی نہین ہے کہ تم کو اس موجودہ شورش اور فتنہ سے
بچا دے ؟ اور تمہاری کشتی کو بھنور سے نکال کر کامیابی کے کنارے
تک پہونچا دے ؟

تم مسٹر گاندھی کی اقتدا بھی تو پورے طور سے نہین کرتے ہو - کیا تم نے نصائح مسٹر گاندھی کو نہین دیکھا ؟ اور اونہین کے اخبار ینگ انڈیا مین نہین پڑھا ؟ لو ہم تمہین اونہین کے چند نصائح کا اقتباس سناتے ہین - غالبًا تم نے ان باتون کو سنا تو ہوگا - مگر عمل نہین کرتے ہون گے -

پہلے ہم جو مضمون کہ اگلے صفحون مین بیان کر چکے ہین - جس مین خدا تعالٰی کا یہ ارشاد کہ مشرکین کو اپنا رازدار مت بناؤ - اسی کو گاندھی جی کی تقریر سے ثابت کرتے ہین جو انہون نے مقام لکھنو اودھ کانفرنس مین کی تھی جس کو ۲۸ مارچ کے ہمدم سے ہم نقل کرتے ہین - گاندھی جی نے صرف دو باتون پر زیادہ تر توجہ دلائی ہے :-

(۱) مقامی تعلیم مین زیادہ وقت صرف کرنے کی بجائے لڑکون سے اگر ممکن ہو تو دو گھنٹے کی بجائے چار گھنٹے چرخے چلوائے جائین - اور استاد خود چرخہ کاتنا سیکھ کر اپنے شاگردون کو یہ کام سکھائین -

(۲) لڑکون کی تربیت اخلاق پر زیادہ زور دیا جائے - سوراج حاصل کرنے کی پہلی شرط - جب تک ہندو - مسلمان - سکھ - پارسی اور عیسائی وغیرہ یہ نہ مانین کہ ہم سب آپس مین بھائی ہین - اور ہم سب کا یہ ملک ہے - اور سب کو ایک ساتھ مرنا یا زندہ رہنا ہے - اوس وقت تک آپ سوراجیہ حاصل کرنے کے قابل نہین ہو سکتے - پس جب تک ہندو اور دیگر فرقون کے لوگ اپنے (۷ کروڑ) مسلمان بھائیون کے دلون کو رام نہ کرلین گے اُسوقت تک ہندوستان کا آزاد کرنا ناممکن ہے - اسی لئے مین نے خلافت کے مسئلہ مین اپنے کو ڈالا -

اور پنڈت دیو رتن صاحب شرما نے مرادآباد خلافت کمیٹی کے اجلاس

مین ۲۶ فروری کو تقریر کرتے ہوئے یون کہا تہا - ۲۱ کروڑ ہندوؤن کے لئے سوراج حاصل کرنا قطعی نا ممکن ہے - اگر وہ اپنے ۶ کروڑ مسلمان بھائیون کا ساتہ نہ دین گے - اونہون نے ہندو مسلم اتحاد پر تبصرہ کرتے ہوے مراد آباد کے باشندون پر اظہار افسوس فرمایا وہ اب تک اتفاق واتحاد کے راستہ سے کوسون دور ہین -

"۱۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء کو اسی **خلافت** کے مسئلہ سے ترک موالات کی پیدایش ہوی - مین مسئلہ خلافت کے واسطے اپنی گردن تک کو بہی دینا چاہتا ہون " (جی ہان بہت سچ کہا - دل مین ہے عشق بتان ظاہر مین قرآن دربغل) " کچھ روز بعد خلافت مین سوراجیہ اور پنجاب کے ساتہ انصاف ہونے کے مطالبات بہی شامل کرلئے گئے - مین نے آپ سے کہہ دیا تہا کہ خلافت مین کوئی دوسری چیز داخل کرنے کی ضرورت نہین - مگر جب معلوم ہوا کہ پنجاب کے معاملہ مین انصاف ملنے والا نہین ہے تو اسکو اور اسپیشل کانگریس کلکتہ کے وقت سے سوراجیہ کو بہی شامل کرلیا گیا - مگر اس کی جڑ خلافت ہی مین تہی - اور اب تک ہے - جب تک ۷ کروڑ مسلمان ہندوستان کو اپنا وطن کہتے ہوے شرماتے تہے اوس وقت تک سرکار اپنی قوت سے ہندو مسلمانون کو الگ رکہہ سکتی تہی - اور ایسی حالت مین سوراجیہ کی کوئی تحریک نا ممکن تہی " (اس ہی لئے تو جناب نے خلافت کی جڑ مین مسلمانون کو ساتہ لے کر ۷ کروڑ مسلمانان ہند کی قوت سے ۲۲ کروڑ ہندوؤن کا مطلب نکالنا چاہا ہے) " مگر جب خلافت کی آفت مسلمانون پر پڑی تو اونہون نے سوچا کہ ہمین کچھ نہ کچھ کرنا چاہئیے - اوسی وقت ہندوؤن کے لئے بہی ایک فرض پیدا ہوا کہ وہ مسلمانون کو اس مین

مدد دین" اگر نہ دین گے تو سوراجیہ کا ملنا ناممکن ہے " (گاندہی جی کے نزدیک اگر سوراجیہ مل سکتا ہے تو وہ صرف مسلمانون کی ہی مدد سے مل سکتا ہے ورنہ ہرگز ممکن نہین) "پس اگر خلافت کی بات کو لیجئے تو سوراجیہ اسی مین پڑا ہے ۔ اور اگر پنجاب کے معاملہ کو لیجئے تو سوراجیہ اسی مین شامل ہے ۔ جب ہندوستان مین پیدا ہونے والے مسلمان اپنے مذہب پر قایم رہکر اور اوس کے احکام کی تعمیل کرتے ہوے بہی اس ملک کو اپنا وطن مانتے ہین تو اوس روز سوراجیہ کی طاقت ہم مین آگئی " (گاندہی جی جب ۷ کروڑ مسلمانون کا بیڑا اوٹہائے ہوے ہین تو کیا اونہین اب تک یہ بات کا بہی علم نہین کہ مسلمانان ہند اپنے پیدایشی ملک کو اپنا وطن نہین مانتے ؟ اس ہی لئے شاید چند مسلمان اون کے اصلی وطن افغانستان کی طرف ہجرت کر گئے تہے ۔ جب اون کو افغانستان جاکر وہان کی آب و ہوا سے معلوم ہو گیا کہ ہمین دہوکا دیا گیا تو پہر وہ اپنے پیدایشی وطن کو واپس آ گئے) " صرف ہمارا اپنے دلون مین ٹہان لینا ہے اور آٹہ مہینے مین سوراجیہ ملنے کے یہی معنے ہین کہ اس وقت تک ہم اپنے دلون کو اس پر قایم کر لین گے " (نہ کہ اکتوبر تک ہندوستان پر ہمارا قبضہ یا تصرف ہو جائیگا) " اگرچہ وکیل اپنی وکالت ۔ اور خطاب یافتہ اپنے خطابات نہین چہوڑتے ہین تو اون کو مبارک " (ایسا نہ کہئے اس سے تو متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند کی تکذیب ہو گی اور شریف اسلامی بچون کا ایک کہیل معلوم ہو گا) " مگر جب ۳۰ کروڑ آدمی یہ پختہ ارادہ کر لین گے تو پہر سوراجیہ کو کوئی ہم سے نہین روک سکتا ۔ بیشک اس مضبوط ارادہ کی بدولت ماہ اکتوبر سے پہلے سوراجیہ مل سکیگا " خلافت کے مسئلہ کو طے کیا جا سکیگا ۔ پنجاب کا انصاف حاصل ہو سکیگا ۔ اب لوگ خواہ وکالت و خطابات کو چہوڑین

یا نہ چھوڑیں۔ سرکاری و امدادی مدارس کو ترک کریں یا نہ کریں۔ لیکن اب
ان چیزوں کی کوئی وقعت نہ رہی" (ہاں جناب اب وقعت کیسے رہتی
جب آپ کی اور آپ کے ہم نواؤں کی شور و پکار ۱۷ اکتوبر ۱۹۱۹ء سے
لیکر آج تک کی لگاتار کوششوں سے ۵ ہزار خطاب یافتہ ہندو مسلمانوں
سے کل ۲۱ آدمی اور کئے ہزار وکیل و مختاروں سے صرف ۲۵ وکالت پیشہ
اصحاب نے اپنا خطاب و پیشہ ترک کیا اور باقیوں نے اپنی عقل بجا رکھ کر
آپ کی مشن میں شریک نہ ہوے بلکہ مخالفت کی) "آپ کسی اور کو تکلیف
نہ دیں۔ آپ انگریزوں کو اپنا دشمن نہ سمجھیں" (آپ تو یوں کہتے ہیں
کہ انگریزوں کو دشمن نہ سمجھو۔ مگر ہمارے نابینا علماؤں نے تو اپنے متفقہ
فتوے میں انگریزوں کو صرف دشمن ہی نہیں بلکہ دشمن اسلام کہتے ہیں۔
عوام کیا آپ کی سنیں گے یا اپنے علماؤں کا حکم مانیں گے) "البتہ یہ بتا دیں
کہ اون کا طریق عمل آپ کو پسند نہیں۔ تقریر کے آخری حصہ میں ولایتی
کپڑوں کو بائیکاٹ کرنے کی بہت زور سے تاکید کرتے ہیں۔ (ہمدم ۲۸ مارچ
یکشنبہ) "کسی اور مقام میں مسٹر گاندھی یوں کہتے ہیں کہ "یقیناً حامیان
ترک موالات کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ اون لوگوں کے" "خلاف
جو اون سے اس معاملہ میں (یعنے ترک معاملات میں) متفق نہیں ہیں تو اتنا
زبردست دباؤ نہ ڈالیں۔ بے صبری اور غیر مستقل مزاجی سے اس بڑی مذہبی
تحریک کو صدمہ پہونچے گا۔ ہم۔ لوگوں پر جبرا و تشدد کر کے پاک و صاف نہیں
کر سکتے ہیں۔ ساتھ ہی ہم کسی کو جبر و تشدد کر کے اُنہیں ہماری رائے کے تسلیم
کرنے پر مجبور نہیں کر سکتے ہیں۔ اور یہ طرز عمل یقیناً اُس اُصول جمہوریت کے خلاف
ہے۔ جو ہم اون لوگوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔

مسٹر گاندہی کی نصیحت سکھون کی نظرمین

ناظرین کرام کو یاد ہوگا کہ ننکانہ صاحب کے ہولناک حادثہ قتل کے بعد۔ جب مسٹر گاندہی پنجاب تشریف لے گئے۔ تو انہون نے اس واقعہ پر اپنے انتہائی رنج و ملال کا اظہار کرتے ہوے سکہون کو یہ نصیحت کی تہی کہ وہ قاتلون کے خلاف کوئی قانونی مواخذہ نہ کرین۔ کیونکہ وہ خود انہی کے ہم وطن اور ہم مذہب بہائی ہین۔ مہاتماجی کی اس نصیحت پر رائے زنی کرتے ہوے لاہور کا سکہ اخبار "سکھ" اسطرح رائے زنی کرتا ہے۔

مسٹر گاندہی کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ "گیتا" (ہندوؤن کی مقدس مذہبی کتاب) کو بہت مانتے ہین۔ لیکن مہاتماجی کی یہ نصیحت لارڈ کرشن کے اس وعظ و پند سے کسقدر متضاد ہے۔ جو آخرالذکر نے ارجن کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا تہا۔ مہاتماجی اجن پر ہمین بہت کچہہ سہارا تہا اور ہم سمجہتے تہے کہ وہ اس حادثہ کی پوری تحقیقات کرین گے۔ انہون نے تمام واقعات کی اصلیت کو تسلیم کرلینے کے باوجود یہ نصیحت کی ہے کہ ہم اس واقعہ کو بہول جائین۔ اور قاتلون کے اس فعل کو معاف کردین۔ اور یہ اس لئے کہ قاتل ہندوستانی ہین۔ جس سے صاف عیان ہے کہ اگر قاتل اجنبی ہوتے یعنی انگریز یا یورپین ہوتے تو وہ ہم کو ایسی نصیحت نہ کرتے۔ اگر یہ بات صحیح ہے تو اس وقت جو وہ اڈوائر ڈایر اور دیگر انگریزوں کے خلاف انصاف کا مطالبہ کر رہے ہین تو یہ مساوات کے اصول پر مبنی نہین ہے۔ ایک ہندوستانی اگر ڈایر سے بہی زیادہ وحشیانہ حرکات کرے تو وہ معاف کردیا جائے۔ کیونکہ وہ ہندوستانی ہے۔ پس اگر مہاتماجی کے سوراج کا یہ مطلب ہے (جس کی وہ بڑے جوش و خروش سے اشاعت کر رہے ہین)

کہ دوسو معصوم جانون کے وحشیانہ قتل پر بھی ہم قاتلون کو کوئی سزا نہ دین تو جس قدر جلد ہم ایسی تحریک کو دور ہی سے سلام کر لین وہی ہمارے لئے اچھا ہے۔ کم از کم ایک سکھہ کا دماغ اس نصیحت کو قبول نہین کر سکتا۔ اب سکھہ بھی بدلنے لگے۔ اور مسلمان دیکھین کب تک مسٹر گاندھی کا ساتھہ دیتے ہین۔ (از ہمدم)

ہڑتال کی نسبت مسٹر گاندھی یہ کہتے ہین کہ (۱) ہڑتال کا سبب جایز و منصفانہ ہونا چاہیئے۔ (۲) ہڑتالیون مین عملی یکجہتی اور اتفاق ہونا چاہیئے۔ (۳) جو لوگ ہڑتال مین حصہ نہ لین اون کے خلاف کسی قسم کے تشدد کا استعمال نہ کرنا چاہیئے۔ (مگر بنگلور مین تو ہم نے اپنی آنکھون سے مدعیان ترک موالات کو دوکان دوکان پھر کر لوگون کی منت کرتے ہوے دیکھا ہے کہ دوکانین بند کرو اور بسا اوقات سختی بھی کرتے ہوے دیکھا ہے)

سوشیل بائیکاٹ

اس عنوان سے مسٹر گاندھی نے اپنے اخبار ینگ انڈیا مین یون تحریر کرتے ہین۔" یہ ایک ایسی خطرناک چیز ہے جو بہت موثر طریقہ پر استعمال کیجا سکتی ہے۔ لیکن جب اختلاف آراء ہو۔ جیسا کہ ترک موالات کے معاملہ مین آجکل ہو رہا ہے۔ اور جب کہ اس کا جدید نفاذ ایک امتحانی حالت مین ہے۔ (مسٹر گاندھی موجودہ حالت کو ایک امتحانی حالت کہہ رہے ہین) اوس وقت قلیل تعداد کو کثیر تعداد کی مرضی و رائے کے سامنے جھکنے پر مجبور کرنے کے لئے سوشیل بائیکاٹ ناقابل معافی جبر و تشدد کی ایک مثال ہے۔ اگر اس بائیکاٹ کے قایم رکھنے پر زور دیا گیا تو اس سے اُس تحریک کو نقصان پہونچنے

کا امکان ہے۔ سوشیل بائیکاٹ اوسی وقت قابل نفاذ اور مفید ہوسکتا ہے
جب کہ یہ ایک سزا کے طور پہ نہ سمجھا جائے۔ اور بائیکاٹ کیا جانے والا شخص
اسے محض ایک انتظامی واصولی کارروائی خیال کرے۔ اُس کے علاوہ اگر
ترک موالات کے بغیر تشدد آمیز پروگرام مین سوشیل بائیکاٹ کا عنصر
داخل کیا جائے تو اُس کا استعمال کبھی انسانیت سے تجاوز کرکے نہین کرنا
چاہیئے۔ اوس کو مہذب بنانا چاہیئے۔ اور جس شخص اور جماعت کے خلاف
اس کا استعمال کیا جا رہا ہے اگر اوس کو اس سے تکلیف ہے تو جو جماعت
استعمال کر رہی ہے اس کو بھی اس سے تکلیف ہونی چاہیئے"

صاحبو یہان سچ کہنا کہ نیگلور مین جن کو قومی مجرم کہا جاتا ہے اون کے
ساتھ جو بائیکاٹ کیگئی ہے کیا وہ خلاف انسانیت نہین ہے؟ اخلاقی و شرعی
قانون کی رو سے کہان تک جائز ہے۔ کیا یہ بات صدر خلافت و سکریٹری خلافت
کی زبانی دو تین میت کے جنازون مین آپ نے نہین سنا؟ اور وارث میت
سے کیا یہ سوال نہین کیا گیا کہ "کیا تم نے کسی قومی مجرم کو تو مدعو نہین کیا ہے۔
اگر مدعو کیا ہے تو ہم نماز جنازہ نہین پڑھین گے؟ کیا یہ غلط ہے پولس لین کی
مسجد مین گذشتہ فروری کو ایک جنازے کے وارث کے ساتھ اور ماہ مارچ مین
سپاہیون کی مسجد مین دو میت والون سے یہ سوال نہین کیا گیا۔ خیر یہ تو نیگلور
کی رہی۔ اب ہم آپ کو ایک اور داستان سنا کر اس سرخی کو ختم کرتے ہین نیگلور
مین جنازون اور دعوتون کا بائیکاٹ مسلمانون مین ابھی تک جاری ہے۔

بہت سی سُن چکے بائیکاٹ کی تم داستان لیکن
بلیح آباد کے میت کی بھی ایک داستان سُن لو

اخبار الفضل قادیان بحوالہ ظریف سہارن پور مورخہ ۱۱ فروری اپنی ۱۳ مارچ

کی اشاعت مین یون رقمطراز ہے کہ بلیح آباد مین ایک جنازہ کا بائیکاٹ کیا گیا۔ اور وہان کے مسلمانون نے جنازے کے ہمراہ جانے سے صرف اس لئے انکار کر دیا کہ اس مردہ کا کفن ولایتی کپڑون کا تہا۔ یہ کس شریعت کا حکم ہے کہ مردے کو بائیکاٹ کر دو۔ جس کو ولایتی کپڑون کا کفن پہنایا ہو۔ مسلمانو سوچو اور ذرا سمجھو کہ دین کو چہوڑ کر دنیا کے پیچہے پڑنے سے کیسی حرکات تم سے سرزد ہو رہی ہین۔

مسٹر سی۔ یف۔ اینڈروز مشہور ہمدرد ہند نے اخبار ینگ انڈیہ مین یون کہتے ہین کہ "ترک موالات کی تحریک چونکہ جبر و تشدد کے بالکل ہی خلاف تہی اس لئے مین اس کی طرف راغب ہوا۔ اور اس نے مجہکو میرے شانتی نکیتن کے گوشۂ تنہائی سے اس مین حصہ لینے کے لئے باہر نکالا۔ اور مین خیال کرتا ہون کہ اب میرے لئے اس کا وقت آگیا ہے کہ مین اس قسم کے واقعات سے کہلم کہلا اپنی نفرت و حقارت کا اظہار کرون۔ اور اگر اس قسم کے واقعات کا سلسلہ قایم رہا تو مین اس تحریک مین کبہی پوری سرگرمی کے ساتہ حصہ نہین لے سکتا۔

مفتیان متفقہ فتوے اس آیت کی رو سے گورنمنٹ سے کسی مدرسہ کے لئے امداد لینا حرام کہتے ہین۔ يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ الخ ترجمہ۔ اے نبی کفار و منافقین کے ساتہ جہاد اور سختی کرو۔ اس آیت مین تو کفار و منافقین کے ساتہ جہاد و سختی کا حکم دیا جاتا ہے۔ گرانٹ یا مدد لینے کی ممانعت کا اشارہ تک نہین ہے۔ اور نیچے کی آیت سے آنریری مجسٹریٹی اور اعزازی عہدے شرعاً حرام کہتے ہین۔ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ہ یعنے غیر شرعی فیصلہ کرنے والے ظالم ہین :: نہ آیت کا حوالہ ہے نہ ترجمہ۔ یہ آیت سورۂ مائدہ کے ۷ دین

رکوع میں ہے ۔ جس کا یہ ترجمہ ہے " اور جو کوئی نہ چلے اس حکم پر کہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہے " اس آیت میں آنریری مجسٹریٹ ہو یا پکی مجسٹریٹی یا منصفی یا ججی کسی کا ذکر نہیں ہے ۔ اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ جو کوئی میرے حکم پر نہ چلے وہ ظالم ہے خواہ وہ کوئی ہو ۔ اصل پوری آیت وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ سے شروع ہو کر هُمُ الظَّالِمُوْنَ ٥ پر ختم ہوتی ہے اوپر کے حصہ کو چھوڑ کر صرف اس ٹکڑے کو بتایا گیا ہے ۔ آیت کا پورا ترجمہ یہ ہے ۔ " اور ہم نے اس توریت میں ان پر یہ بات لکھ دی تھی کہ جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور ناک کے بدلے ناک اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخموں کے بدلے ویسے ہی زخم اور جو کوئی اس کو معاف کر دے تو یہ اس کے لئے کفارہ ہے ۔ اور جو کوئی نہ چلے اس حکم پر کہ جس کو اللہ نے نازل کیا ہے تو وہی ظالم ہے " تفسیر حقانی کے صفحہ ۳۵ میں سورۃ مائدہ کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ توریت کی مدح فرما کر اس کے بعض احکام کا بیان یہود پر تعریضاً کرتا ہے کہ دیکھو تم ان احکام کے پابند نہیں ۔ جس طرح یہود نے زنا کی سزا میں یہ کر رکھا تھا کہ غریب کو قتل کرتے تھے اور امیر یا ذی عزت کو صرف تشہیر کر کے چھوڑ دیتے تھے ۔ اسی طرح قصاص کے بارے میں شریف کو غیر شریف کے بدلے میں قتل نہیں کرتے تھے ۔ اس لئے اللہ تعالیٰ انصاف کا حکم فرماتا ہے ۔ آجکل روئے زمین کی کسی سلطنت میں خواہ وہ عیسائی ہو یا مسلمان ۔ قرآنی فیصلہ کے موافق سزائیں نہیں دیجاتی ہیں ۔ ترکی گورنمنٹ بھی اپنا قانون مثل اور یوروپین سلطنتوں کے بنا رکھی ہے ۔ قرآن میں چور کی سزا ہاتھ کاٹنا ۔ زانی کی سزا سنگسار ہے ۔ علیٰ ہذا القیاس گورنمنٹ ترکی باوجود ایک زبردست اسلامی

سلطنت ہونے کے اور جس کا سلطان خلیفۃ المسلمین ہے قرآنی فیصلہ کا وہان بہی رواج نہین ہے تو کیا گورنمنٹ ترکی کے کل ملازمین خواہ وہ کوئی ہون اون پر ملازمت حرام ہے ؟ یا ایسی گورنمنٹ سے مدارس کے لئے امداد لینا حرام ہوسکتا ہے ؟ خدائے تعالی اس آیت مین ہر ایک کے لئے انصاف کرنے کا حکم فرماتا ہے۔ نہ کہ مجسٹریٹی یا ججی یا وکالت پیشہ کو حرام فرمایا ہے ؟ اگر عیسائی گورنمنٹ کے مسلمان ملازمون کو اس آیت کی تحت مین ملازمت حرام ہے تو سلطنت ترکی کے مسلمانون پر اشد حرام ہوگی۔ اس لئے کہ وہ ایک خودمختار اسلامی سلطنت اور حنفی المذہب ہے۔ ورنہ اس آیت کی رو سے ملازمت خواہ کسی کی ہو حرام نہین ہوسکتی ہے بلکہ انصاف کرنا اللہ کا حکم ہے۔ پس اے مسلمانو انصاف کرو۔ انصاف سے مراد یہان پر وہی ہے۔ جو تمہاری گورنمنٹ کا قانون عملدرآمد ہے۔ خدائی قانون پر چلنے والی گورنمنٹ اس وقت صفحۂ ہستی پر بجز سلطنت خداداد افغانستان کے اور کوئی نظر نہیں آتی ہے۔ نہ ترکی سلطنت کا قانون قرآنی ہے نہ ایرانی گورنمنٹ نہ دوسری اسلامی ریاستین۔ یہ سب اپنے بنائے ہوئے قانون پر چلتے ہین۔ تو پھر خصوصیت سے گورنمنٹ ہندی کے مسلمان ملازمون پر یہ مفتیون کی خاص نظر عنایت کیون ہو رہی ہے۔ اور وہ بہی کل تک جایز تہین۔ صرف حالات حاضرہ پر پیروان مشرکین کے کہنے پر حرام ہوگئین۔ اگر سوراجیہ مل جاوے تو شاید پھر بہی یہ سب ملازمتین حلال ہو جائین گی۔ یا نہین تو جب مسلمان مفتیون کے فتوے پر عمل کر کے ساری ملازمتین ترک کر دینگے تو لازماً ہندو ساری ملازمتین اپنے ہاتہ لے لین گے۔ اوس وقت مسلمانون کو سوائے غلامی یا قلی مزدوری یا چرخہ کاتنے کے کوئی چیز اوس وقت بہی حلال نہ ہوگی۔ اگر یہی قانون اوس وقت بہی عملدرآمد رہے گا تو جو ملازمتین اس وقت حرام ہین

اوس وقت ہی حرام ہی ہونی چاہئے۔ مسلمانون ذرا ہوش کرو دیکھو تمہارے لئے کیسا صاف راستہ متفقہ فتوے کے مفتیان بنا رہے ہین۔

بنگلور کے ایک پرچہ نویس نے مخالفین ترک تعلقات کو مخاطب کرتے ہوے یون لکھا تھا :-

جس کا جی چاہے ہو یزید کے ساتھ ؛ ہم ہین اور دامن جناب حسین رضہ

مگر آج ایک فتوے ہمارے پاس بریلی سے آیا ہے۔ اوس مین سے ایک مضمون نقل کرکے ناظرین کو سناتے ہین۔ "حضرت امام حسین رضہ کا نام پاک لیتے ہوے شرم چاہئے تھی۔ کیا امام تو امام اون کے غلام اون کے در کے کسی کتے نے معاذاللہ مشرکون سے مدد مانگی تھی؟ کیا کسی مشرک کا دامن تھاما تھا؟ کیا کسی مشرک کے پس رو بنے؟ کیا مشرکون کی جئے پکاری؟ کیا مشرکون سے اتحاد گانٹھا؟ کیا مشرکون کے حلیف بنے؟ کیا اون کی خوشامد کے لئے شعار اسلام بند کرنے مین کوشان ہوے؟ کیا قرآن و حدیث کی تمام عمر بت پرستی پر نثار کردی وغیرہ وغیرہ شنایع کثیرہ ۷۲ تن سے بیس ہزار فجار کا مقابلہ فرمایا امام کا نام لیتے ہو تو کیا تم مین ۷۲ مسلمان ہی نہین۔ جب ۷۲ کروڑ مسلمان تمہارے ساتھ ہون گے اوس وقت تم مین ۷۲ مسلمانون کا عدد پورا ہوگا۔ قرآن مجید کو پیٹھ دینے والو! کیون امام کا نام لیتے ہو۔ اسلام سے اولٹے چلنے والو!! کیون مسلمانون کو دہوکہ دیتے ہو۔ دہلی مین فتوے چھاپ دیا کہ اس وقت جہاد واجب ہے۔ بے سرو سامانی کے جواب کو امام کی نظیر پیش ہوگئی اور حالت یہ کہ ذرا سی دہوپ سے بچنے کو گنگو پنڈون کی چھاؤن ڈہونڈہ رہے ہین۔ کیا تم اپنے ہی فتوے سے نہ صرف تارک فرض و مرتکب حرام بلکہ راضی بہ غلبہ کفر و ذلت اسلام نہ ہوے۔ امام کا توکل اللہ پر تھا اور تمہارا اعتماد

اعداء اللہ پر۔ یقین جانو اللہ سچا اور اللہ کا کلام سچا ہے۔ مشرکین تمہاری بدخواہی مین کوتاہی نہ کرین گے۔ وہ جھوٹا فتوے اور یہ پوچ بھروسا۔ اور خادمان شرع پر اولٹا غصہ۔ اگر مسلمان ہونے کا دعوی ہے تو اسلام کے دائرے مین آؤ۔ تبدیل احکام الرحمٰن واختراع احکام الشیطان سے ہاتہ اوٹھاؤ۔ مشرکین سے اتحاد توڑو۔ مرتدین کا ساتہ چھوڑو۔

لیڈران کین جلوہ در اسپیچ و لکچر می کنند
چون بخلوت می روند آن کار دیگر می کنند

خلاصۂ کلام۔ جس قدر ملازمتین۔ خطابات۔ وکالت پیشہ وغیرہ وغیرہ ہین وہ سب کو مفتیان فتوے نے از روئے قرآن فقط مسلمانون پر شرعًا حرام کردیا ہے اور ساری چیزین ہندو مشرکین کے لئے حلال و جائز رکھدی ہین۔

ایک معمولی فہم کا انسان بہی اس متفقہ فتوے سے یہ نتیجہ نکال سکتا ہے کہ جب مسلمانون کو ساری چیزین حرام ہین تو جب سوراجیہ ملیگا اوس وقت بہی توحرام ہی رہینگین۔ پہر کیا ضرورت ہے کہ سوراجیہ حاصل کرنے مین مشرکین کا ساتہ دین اور خود احکام خداوندی کے خلاف ورزی کرین۔ اب اہل کتاب ہمارے حاکم ہین۔ اوس وقت بت پرست اور مشرک ہمارے سردار بنین گے۔ اس سے تو یہی بہتر ہے کہ اہل کتاب ہی ہمارے حاکم بنے رہین جو گذشتہ ڈیڑہ صدی سے حاکم رہے ہین۔ اس موقعہ پر ہم نظم چہنہاؤلی کا اقتباس ناظرین کے پیش کرتے ہین۔

شریعت اور ملت کو نہ کچھہ جانا نہ پہچانا
فقط ڈاڑہی بڑہا کر بنگئے مسٹر سے مولانا
جسے ہو علم دین بیشک وہی ہے عالم و دانا
بہلا ڈاڑہی بڑہانے سے کہین بنتے ہیں مولانا
ہوئی برباد ساری عمر تو یورپ کے فیشن میں
مگر غسل و تیمم کا طریقہ ہی نہ پہچانا

لگایا قشقہ پیشانی پہ اور زنار بھی پہنا
کیا اشنان گنگا کا بدل کر کفر کا بانا

وہ دو بولے گونج اٹھے ہیں سب جے کے نعروں سے
اذان کی جا بس باقی ہے اک ناقوس بجوانا

نہیں کچھ بھی باقی فرق مندر اور مسجد میں
برابر ہو گیا ہے اب وہاں جانا یہاں آنا

ہوا ہے عشق انکو کفر اور اسلام دونوں سے
خدا کو بھی ہے خوش رکھنا بتوں کو بھی ہے سمجھانا

بنایا لیڈروں نے کیسا شیوہ بے حیائی کا
کہ نالی قوم کی کہا جانا پھر اوپر سے غرّانا

خزانہ ہے خلافت کا کبھی خدام کعبہ کا
سنانے رہتے ہیں یہ قوم کو ہر دن نیا گانا

نہیں پروا ہی جنت کی انکو اور نہ دوزخ کی
انہوں نے جب سے گاندھی کو ہے اپنا پیشوا جانا

احادیث اور قرآن کو کیا قربان گاندھی پر
ہوئے ہیں قوم میں ایسے بھی پیدا عاقل و دانا

نہیں ہے عار انکو بلکہ فخر اپنا سمجھتے ہیں
جنازہ ہندو لیڈر کا اٹھانا پھول برسانا

کھلا ہے راز سارا قوم پر دام سیاست کا
نہیں آسان مسلمانوں کا اب ہندو میں پھنس جانا

اگر ہے شرم و غیرت کچھ بھی سمجھا دیں حساب اپنا
وگرنہ ایسے جینے سے کہیں بہتر ہے مر جانا

لگا کر بیٹ بنتے ہیں کبھی صاحب بہادر یہ
مگر اب دل کو بھایا ہے تلک ماتھے پہ چمکانا

کیا شیر و شکر ہے شرک اور توحید دونوں کو
ہے جنت کو بھی پر کرنا سقر کو بھی ہے دہکانا

بھلا ایسی جہالت اور حماقت کی بھی کچھ حد ہے
خوشامد میں سراسر کفر کرنا اس پہ اترانا

دریغ توبہ کھلا ہے باز آؤ کفر سے اب بھی
کہے دیتے ہیں ہم اپنے کئے پر پھر نہ پچھتانا

دعائے نصرت اسلام ہر مسلم پہ واجب ہے
سوا اسکے نہیں ممکن ہے کچھ امداد پہونچانا

خدایا کیجیو منصور بد خواہ خلافت کو
اور ان کو بھی جو اسکے نام سے کھاتے ہیں ماہانہ

صداقت سے ہے پر جو تنہا ولی کا ہر سخن آیا
پھر اسکی بات سنکر تم نے کیوں اتنا برا مانا

خدا کو سونپ دو جی تنہا ولی ان کیوں غم میں گھلتے ہو
نہیں سمجھینگے وہ ہرگز عبث ہے ان سمجھانا

علم کی فضیلت

فرمایا پیغمبر خدا صلعم نے علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے اور یہ بھی فرمایا کہ علم کو طلب کرو اگرچہ چین میں ہو۔ پس علم ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔ اس میں لوگوں کا اختلاف ہے۔ اور اس بارے میں بیس سے زیادہ فرقے ہوگئے ہیں۔ ہم سب کی تفصیل بیان نہیں لکھ سکتے ہیں۔ مگر حاصل اختلاف یہ ہے کہ ہر فریق نے واجب ہونا اسی علم کا کہا ہے۔ جس کے درپے وہ خود تھا۔ مثلاً کلام کرنے والے کہتے ہیں کہ اس علم سے غرض علم کلام ہے۔ اس لئے کہ توحید اسی سے معلوم ہوتی ہے۔ اور خدا سے تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم اسی سے آتا ہے۔ اور فقہا کہتے ہیں وہ علم فقہ ہے۔ اس سے عبادات اور معاملات میں حلال اور حرام جائز اور ناجائز معلوم ہوتے ہیں۔ مفسر اور محدث فرماتے ہیں کہ وہ علم کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ حاصل کلام علم کا حاصل کرنا فرض عین ہے۔ یہ بات کہیں کتب احادیث اور کلام ربانی میں صریح طور سے نہیں آئی کہ وہ علم حاصل مت کرو جس کو حکومت یا سلطان وقت کی جانب سے امداد ملتی ہو۔ یا ایسے امدادی مدارس کی تعلیم حرام ہے۔ جیسا کہ مفتیان متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء ہند نے اپنی خود ساختہ دلیل میں پیش کیا ہے۔ امام غزالی رحمۃ نے اپنی کتاب احیاء العلوم کے باب العلم میں اس کی مفصل تشریح فرمائی ہے جس کو دیکھنا ہو دیکھ لے۔

(۶) مسئلہ تعلیم پر ایک سرسری نظر

آنریبل مسٹر چنتامنی وزیر صیغۂ تعلیم صوبجات آگرہ واودہ کہتے ہیں "
طلباء کے والدین اور سرپرست ترک موالات کے خلاف ہیں۔ جس کا
یہ اثر ہوتا ہے کہ طلباء پر ایک قوم خودغرض اور مطلبی شورش پسندوں
کے بہکانے میں آجانے کی حماقت ظاہر ہوجاتی ہے۔ طلباء کو جان لینا
چاہیئے کہ عارضی طور پر اسکول چھوڑنے سے بھی اون کا نہایت بیش قیمت
وقت ضایع ہوتا ہے۔ اور وہ ایک ایسی پریشانی میں مبتلا ہوجاتے ہیں جو
اون کے مستقبل کے لئے نہایت مضرت رسان ہے۔ طلباء کے لئے یہہ بہتر
ہوگا کہ حامیان ترک موالات کے کہنے پر عمل کرنے سے پہلے خوب غور
کرلیا کریں "

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ متوفی مسٹر گوکہلے جس کو سارا ہندوستان
اپنا لیڈر مان چکا ہے۔ ایک قانون مقرر کرنا چاہا تہا۔ جس کی رو سے
ہر لڑکا مدرسہ جانے کے لئے مجبور کیا جائے۔ کیا اوس وقت تم نے اون کی
رائے کو پسند نہ کیا تہا؟ کیا اس قدر جلد تم اپنے لیڈر کی رائے کو بہول
گئے؟ کیا تم سوراجیہ حاصل ہونے تک اپنی اولاد کو مدارس سے الگ
رکہنا چاہتے ہو؟ سوراجیہ حاصل ہونے کے لئے خدا معلوم کتنے سال کی
ضرورت ہے۔ کیا اتنی مدت تک تمہارے نونہال مدرسوں سے محروم
رکہے جاوینگے؟ اور تعلیم کو خیرباد کہا جاوے گا؟ اگر ایسا ہوگا تو کیا
یہ لڑکے جس وقت سوراج ملے گا حکومت کرنے کی صلاحیت پیدا کرسکینگے؟
ہرگز نہیں۔ کیوں گورنمنٹ کی امداد چہوڑتے ہو۔

کیا رسول خدا اور خلفائے راشدین رض نے سلاطین کفار کے ہدایا
قبول نہ فرمائے؟ جن مدارس میں توہین اسلام اور اصول اسلام کے

خلاف نصاب ہو تو بیشک اس قسم کے اسکول یا کالج ہوں ان میں فقط اخذ امداد بلکہ تعلیم و تعلم سب حرام قطعی بلکہ مستلزم کفر ہے۔
کیا مدرسۂ ندوۃ العلماء کو جو گورنمنٹ امداد پانچسو روپیہ ماہانہ کی ملا کرتی تھی وہاں کا نصاب تعلیم بھی تنگی تھا ؟ جس کے سبب سے گورنمنٹ امداد موقوف کردی گئی ؟ اور اب قوم سے دست سوال دراز کیا جاتا ہے۔

آج جو تعلیم کے مسئلہ کو ترک موالات کے سلسلہ میں داخل کیا جاتا ہے اور سرکاری و امدادی اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم سے طلباء کو باز رکھا جاتا ہے۔ یہ یقیناً ترک موالات کے ذیل میں نہیں آسکتا۔ اور شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ یہ خیال کہ ان درسگاہوں میں تعلیم پانا موالات کی ایک صورت ہے۔ اور مذہباً ناجایز ہے۔ یقیناً غلط اور شریعت کے ساتھ تمسخر کرنا ہے۔ بیشک آزاد تعلیم کا خیال اپنی جگہہ پر ایک قابل ستایش چیز ہے۔ لیکن یہ بھی کوئی نیا خیال نہیں ہے۔ قوم کے سربرآوردہ لیڈر اور ماہرین تعلیم مدت سے اس کی ضرورت محسوس کر رہے ہیں۔

موجودہ طریقۂ تعلیم میں جو بعض نقایص ہیں۔ جن کی اصلاح ضروری ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ اس کا حل کیوں کر کیا گیا ہے۔ خصوصاً مسلمان طلباء کو موجودہ تعلیم گاہوں سے دستکش ہونے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ لیکن اون کی تعلیم کے لئے کوئی جدید نظام قایم نہیں کیا جاتا۔ جس کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھہ نہیں ہوسکتا کہ ان نوجوان طلباء کی تعلیمی زندگی بالکل برباد ہو جائے۔ اگر یہ کہا جائے کہ مذہباً ترک تعلیم ضروری ہے تو اب تک قرآن مجید کی کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں کیا جاسکا۔ اس لئے زیادہ سے زیادہ یہی کہا جاسکتا ہے کہ سیاسی نقطۂ نظر سے حالات حاضرہ پر اس پر عمل کرنا

ملک کے لئے مفید ہے تو یہ امر بھی بجائے خود مشتبہ ہے۔

آج آپ کو جتنے لیڈر دکھائی دیتے ہیں جو بڑی بڑی ڈگریاں اپنے پیچھے لگائے ہوئے ہیں اونہوں نے کن مدارس میں تعلیم پایا ہے؟ مسٹر گاندھی - شوکت علی - محمد علی - آنریبلس سر عبد الرحیم - سر سریندر ناتھ بنرجی - و میاں محمد شفیع - وغیرہ وغیرہ نے کونسی نیشنل کالجوں میں تعلیم حاصل کیا تھا؟ کیا اس تعلیم نے اونہیں کوئی مضرت بخشی ہے؟ کیا ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹاگور - یا سر سنکرن آیئر - و لارڈ سنہا - و سر علی امام - و حسن امام صاحب کو اس تعلیم نے کچھ نقصان پہونچایا؟ یقیناً آپ ان حضرات کی نسبت یہی رائے دیں گے کہ ہرگز ان کو کسی قسم کا نقصان موجودہ تعلیم سے نہیں پہونچا۔

ہندوؤں کے اکثر سربر آوردہ لیڈر جن کی ساری عمر اپنی قوم کی خدمت اور گورنمنٹ کے برخلاف ایجی ٹیشن پھیلانے میں گذرتی ہے۔ وہ بھی جہاں تک تعلیم کا تعلق ہے اس موجودہ تحریک کے شدت سے مخالف ہیں اور اس کو خود سیاسی نقطہ نظر سے ملک کے لئے اور اپنی قوم کے لئے سخت خطرناک سمجھتے ہیں۔ ان کو دیکھ کر ایک لمحہ کے لئے بھی ہم یہ باور کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ اگر ہندو لیڈر اس تحریک کو ملک کے لئے مفید سمجھتے تو فوراً سرگرمی سے اس پر عمل شروع نہ کر دیتے۔

یہ حالت اوس قوم کی ہے - جو تعداد - دولت اور تعلیم میں ہم سے بدرجہا زیادہ ہے - اور جس کے متعدد اسکول و کالج ہندوستان میں موجود ہیں - مگر وہ اپنی دور اندیشی اور انجام بینی سے ہنگامی جوش سے متاثر ہو کر کوئی فوری کام کرنا نہیں چاہتی - اور ایک لمحہ کے لئے نہ تو اپنے

مفاد سے چشم پوشی کرتی ہے اور نہ ہندو مسلم اتحاد کی خاطر ادنی سے ادنی مطالبہ سے دست کش ہونا چاہتی ہے - لیکن برخلاف اس کے مسلمانون کی جو حالت ہے وہ روز روشن کی طرح ظاہر ہے -

ہم آپ کو یہان پر سارے ہندوستان کا حال تو کیا بتائین - صرف صوبۂ مدراس کا ہی ذکر کر کے اس تعلیمی مسئلہ کو ختم کرتے ہین - اس صوبہ مین تقریبًا ۷ لاکھہ لڑکے اور لڑکیان ایسے مدارس مین زیر تعلیم ہین جن کو گورنمنٹ امداد دیتی ہے - اب آپ ہی خیال کرین کہ اس قدر طلباء کی حسب ضرورت قومی مدارس قایم کرنے کے لئے ہمین کتنے سال کی مدت درکار ہے اور اُن کے مصارف کے کون ذمہ دار ہون گے ؟

دُور کیون جاتے ہو اسی شہر بنگلور ہی مین آپ نے تجربہ کر لیا ہو گا کہ کس عجلت سے ایک نیشنل اسکول کی بنیاد رکھی گئی - اور اس ۲ ماہ کے عرصہ مین جو اوس کی حالت ہوی ہے خود دیکھہ لو - اس ایک اسکول کے اخراجات ہی بغیر چندے کے پورے نہین ہو سکتے ہین - جس مین سو سے زاید لڑکے نہین ہین تو ۷ لاکھہ لڑکے اور لڑکیون کا بندوبست ہم سے کیونکر ہو سکتا ہے ؟

مانا کہ مسٹر گاندہی ایک عاقل آدمی ہین - اور مسرز شوکت علی و محمد علی وغیرہم اون کے ہم خیال - مگر وہ بھی بغیر چندہ جمع کرنے - اور لوگون کے آگے دست سوال دراز کرنے کے خود کچہ کر نہین سکتے -

ہندو تو بقول مسٹر گاندہی چرخہ کات کر گاڑہا موٹا کہدڑ ہی پہن لینگے مگر مسلمانون سے ہرگز نہ چرخہ کاتا جائیگا نہ موٹا کپڑا پہنا جائے گا - تو ایسی صورت مین مسلمانون کا جو حال ہوگا آپ خود غور کر لین -

مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم نے اپنے فتوے میں یوں تحریر فرماتے
ہیں کہ وہ اس وقت جو خلجان بعض طلباء کو پیش آرہا ہے۔ عہد نبوت میں
بھی بعض مومنین کو پیش آیا تھا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ص کی خدمت
مبارک میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ ص کفار سے بالکل علیحدگی اور قطع
تعلق کس طرح ہو سکتا ہے۔ اگر ہم ایسا کریں گے تو ہم اپنے ماں باپ اپنے
بھائیوں اور اپنے خویش و اقارب سے چھوٹ جائیں گے۔ ہماری تجارتیں
تباہ ہو جائیں گی۔ ہمارے اموال ضایع ہوں گے۔ اور ہماری بستیاں
اجڑ جائیں گی۔ اس کا جواب حق تعالیٰ نے یہ عنایت فرمایا کہ :-

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَاۤؤُكُمْ وَاَبْنَاۤؤُكُمْ الخ کہہ دو تمہارے باپ
اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارا کنبہ اور وہ
مال جو تم نے کمایا ہے۔ اور تجارت جس کی کساد بازاری سے تم ڈرتے ہو
اور مکانات جو تم کو پسند ہیں۔ اگر یہ سب تم کو خدا و خدا کے رسول ص اور
خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ عزیز ہیں تو منتظر رہو تا کہ لے آئے
اللہ اپنے حکم کو اور اللہ دستگیری نہیں کرتا اوس قوم کی جو نافرمان ہو۔

یہ وہ دلیل ہے جو والدین اور اعزہ کی عدول حکمی کے جواز میں پیش
کی گئی ہے۔ لیکن یہ استدلال کسی طرح صحیح نہیں۔ اس لئے کہ حضور اقدس ص
کے زمانہ میں بہت سے لوگ اسلام و ایمان لے آئے تھے اور اون کے والدین
و خویش و اقربا اپنے دین یعنے کفر پر قایم تھے۔ اس لئے ادن نو مسلموں
نے آنحضرت ص سے دریافت کیا تھا۔ مگر اس وقت ہماری یہ حالت نہیں ہے کیونکہ
بحمد اللہ ہمارے طلباء کے والدین خود مسلمان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو صرف اُن
اعزہ و اقربا سے ترک تعلق کا حکم فرمایا ہے جو مشرک و کافر تھے۔ نہ کہ مسلمان والدین

ہے۔ جن کی اطاعت اور فرمان برداری کا قطعی حکم قرآن مجید مین متعدد جگہہ آچکا ہے۔ جب واقعات و حالات ہی مختلف ہین تو کھینچ تان کر آیات قرآنی کو حالات حاضرہ پر استدلال کرنا صریح غلطی ہے۔ بلکہ آیات ربانی کا مضحکہ اڑانا ہے۔

حامیانِ ترکِ موالات خود تارکِ موالات ہین

خداوند تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝ ترجمہ۔ ایسی بات کیون کہتے ہو جو خود نہین کرتے۔ اللہ کے نزدیک کہنا اور خود نہ کرنا برا ہے۔

مسٹر محمد علی کے موالات مسٹر کیمبل مجسٹریٹ ضلع سے

وہ شیفتہ کہ دھوم تھی حضرت کے زہد کی
مین کیا کہوں کہ رات مجھے کس کے گھر ملے

تارکین ترک موالات نے اپنی تقریرون۔ مولویون کے فتوون۔ اخباری مضامین۔ اور رسالون کے ذریعہ اس پر بار بار زور دیا ہے کہ انگریزون کے ساتھہ ترک موالات فرض عین ہے۔ جو اس پر عامل نہ ہو وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ مسٹر محمد علی کا قدم اس خصوص مین سب سے آگے ہے۔ آپ اس تحریک کو "دعوت حق" سے موسوم کرتے اور موقع و بے موقع تقریرون اور تحریرون مین مسلمانون کو اس خود ساختہ "دعوت حق" پر متوجہ کرتے رہتے ہین۔ جب مسٹر کیمبل مجسٹریٹ ضلع نے مسٹر محمد علی کو اپنے بنگلہ پر چاءنوشی کے لئے مدعو کیا۔ جہان پر دوسرے یوروپین افسر بھی

مدعو تھے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ یہ دعوت امتحاناً تھی یا مزاحاً۔ یا بطور تعلقات محبت و مروت کے۔ اتنا معلوم ہے کہ مسٹر محمد علی نے بطیب خاطر دعوت قبول کی۔ اور راویان صداقت شعار و ناقلان عدالت آثار روایت کرتے ہیں کہ یہ پرلطف و پرکیف صحبت اور موالات کا یہ "عمل" دیرتک رہا۔ ع۔ اور جو کچھ کہ ہوا قابل اظہار نہیں۔ کیا خوب!! اور دن پر تو یہ قدغن کہ انگریزی قوم سے۔ گورنمنٹ حکام سے دور رہا کو تعلقات منقطع کردو"۔ بچون کو ایسے مدارس کے پاس نہ جانے دو جو کسی سرکاری محکمہ سے تعلق رکھتے ہوں۔ یا جن کو خزانہ سرکاری سے مالی مدد ملتی ہو۔ اور خود بدولت کا یہ عمل ہے کہ انگریزی قوم کے ایک فرد سے جو گورنمنٹ کا بھی اہم جزو ہے۔ یہ اختلاط و انبساط!!

معشوق ما بشیوهٔ عشوه گری خوش است
با ما شراب خورد و به زاهد نما نه کرد

مولانا محمود الحسن جناب مرحوم کے اعزہ اور گھر والوں کے موالات گورنمنٹ کے ساتھ

تو بخویشتن که کردی که با کنی نظیری
بخدا که واجب آمد زتو احتراز کردن

ترک موالات تو مسٹر گاندھی کے جدت آفرین دماغ کا نتیجہ ہے۔ علمائے اسلام میں سے جو اصحاب اس وقت میدان سیاست میں سرگرم جولان ہیں ان میں مولوی عبد الباری صاحب فرنگی محلی تو گاندھی جی کی "پس روی" پر مفتخر و مباہات کرتے اور ایک بت پرست کی رہبری

رہنمائی پر نازاں ہو کر سیاسی میخانہ کے پیر مغاں کی تبعیت و تقلید کا بلند آہنگی سے اعلان کر رہے ہیں :-

بمئی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ مشرک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

لیکن مرحوم مولانا دیوبندی اس تحریک کو ترک موالات سے موسوم کرتے ہیں - اور اپنی تحریروں اور فتوے میں ترک موالات کو ہر بالغ مسلم و مسلمہ پر فرض عین قرار دیا ہے - خطاب یافتہ خطاب واپس کریں - ملازم سرکار ملازمت سے دستکش ہوں - کونسلوں میں لوگ ممبر نہ ہوں - وکیل وکالت ترک کریں - طلباء سرکاری وامدادی مدارس سے قطع تعلق کریں - اور یونیورسٹی کے امتحان میں شریک نہ ہوں وقس علیٰ ھذا -

ہم خاک نشینان بوریا ے ذلت کو مولانائے مرحوم جیسے مسند نشینان قدوسیت کے اجتہاد پر حرف گیری مقصود نہیں - بلکہ یہ عرض کرنا ہے کہ ترک موالات کی تبلیغ میں باتباع شریعت حقہ کیا مولانائے مرحوم پر حضور سرور کائنات صلعم کے اسوۂ حسنہ کی پیروی واجب نہ تھی ؟ تبلیغ رسالت میں خداوند کریم اپنے رسول مقبول صلعم کو ارشاد فرماتا ہے کہ سب سے پہلے تم اپنے اعزہ واقربا اور گھر والوں کو " دعوت حق " دو - اور غیروں کو تبلیغ کرنے سے پہلے اپنوں کو پیغام حق سناؤ - وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ - ترجمہ - یعنے اپنے خاندان و کنبہ والوں کو ڈراؤ - کیا مولانائے مرحوم نے اس فرض کو ادا کیا تھا ؟ واقعات ثابت کر رہے ہیں کہ نہیں کیا - کیونکہ مرحوم کے خود سگے بھائی ضلع مظفرنگر

ہین پیشکار کلکٹری ہین - اون کے داماد - بہانجے - بھتیجے و دیگر اعزہ گورنمنٹ کے مختلف محکمون اور بالخصوص سررشتۂ تعلیم ہین ملازم ہین۔ اون کے متعدد اعزہ دیگر محکمہائے سرکاری سے پنشن پاتے ہین - اور اس طرح جس گورنمنٹ سے ترک موالات فرض عین بتائی گئی ہے۔ اوسی کے روپیہ سے مولانا مرحوم کے گھر والون اور قریبی عزیزون کی پرورش ہوتی ہے - اگر وہ اس وقت زندہ رہتے تو ہم باادب تمام دریافت کرتے تہے کہ ترک موالات کی تلقین کیا صرف غیرون کے لئے ہے ؟ کیا گورنمنٹ امدادی مدارس سے قطع تعلق کا فرض مسلمان طلباء ہی کے لئے ہے - اور خود اون کے داماد اور بہانجے اس سے مستثنیٰ نہین ؟ کیا سرکاری امدادی مدارس مین پڑہانا جایز ہے اور پڑہنا جایز نہین ؟ :—

ہر یکے ناصح برائے دیگران
ناصح خود یافتم کم در جہان

اہل کتاب کے ساتھ معاہدات کا جواز

تاریخ شاہد ہے کہ خود آنحضرت صلعم نے یہود سے جو اوس زمانہ مین اسلام کے سب سے بڑے دشمن تہے معاہدات کئے ہین . جس کو ہم علامۂ شبلی کی مشہور تصنیف سیرۃ النبی سے نقل کرتے ہین :-

" جب آنحضرت صلعم مدینہ مین تشریف لائے تو پہلا کام یہ تہا کہ مسلمانون اور یہودیون کے تعلقات واضح اور منضبط ہو جاوین - آپنے یہود و انصار کو بلا کر حسب ذیل شرائط پر ایک معاہدہ لکھوایا - جس کو دونون

فریق نے منظور کیا۔ یہ معاہدہ ابن ہشام مین پورا مذکور ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔:-

(۱) خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آتا تہا۔ اب بہی قایم رہےگا۔

(۲) یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور اون کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہین کیا جائےگا۔

(۳) یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکہین گے۔

(۴) یہود یا مسلمانون کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرےگا۔

(۵) کوئی قریش کو امان نہ دےگا۔

(۶) مدینہ پر کوئی حملہ ہوگا تو دونون فریق شریک یکدیگر ہونگے وغیرہ وغیرہ

یہ وہ معاہدہ ہے جس کو رسول خداؐ نے خود بیٹہہ کر قلم بند کرایا ہے۔ اور اوس کی دفعات ۳، ۴ و ۶ میں یہودیون کے ساتہ دوستانہ برتاؤ رکہنے اور لڑائی کی حالت مین اُن کی مدد کرنے اور اون سے مدد لینے کی شرائط موجود ہین۔"

اب حامیان ترک موالات ارشاد فرمائین کہ یہ معاملہ از روے شرع شریف جایز تہا یا نہین؟ حقیقت یہ ہے کہ نماز روزے کے مسائل بتادینا اور بات ہے اور معاملات سیاست جداگانہ چیز ہے۔

اب اگر کوئی یہ دعوے کرے کہ کفار مکہ کے ساتہ ترک تعلقات واجب نہ تہا۔ اور دوسرے کفار بالخصوص انگریزون کے ساتہ واجب ہے تو اون کو اس فرق کی وجہ بیان کرنی چاہئیے۔ کفار مکہ مسلمانون کو حرم اللہ مینا

نماز پڑھنے سے روکتے تھے - اسلام لانے پر سخت سے سخت ایذائیں دیتے تھے - آنحضرت صلعم کی بے انتہا مذمت کرتے تھے - آپ کی شان میں بیہودہ کلمات استعمال کرتے تھے - قرآن کے ساتھ بے ادبی اور تمسخر کرتے تھے -

ان کل باتوں کے باوجود بھی جب مسلمانوں کو اون کے ساتھ ترک تعلقات کا حکم نہ ہوا تو - جو حکومت مسلمانوں کو اون کے مذہبی شعائر میں پوری آزادی دے رکھی ہے - اون کے جان و مال و آبرو کی محافظ ہے - قرآن اور رسول صلعم کی بے حرمتی کو قانوناً جرم قرار دیتی ہے - بیت اللہ و بیت الرسول صلعم و حرم ثالث کی زیارت سے نہیں روکتی - اوس کے ساتھ ترک تعلقات کسطرح واجب ہوسکتا ہے ؟ -

ہم نہایت ادب سے اون خودساختہ لیڈران قوم سے جن کی آنکھوں پر اس وقت سیاست کا گہرا پردہ پڑا ہوا ہے - یہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ ذرا کتب سیر کی ورق گردانی کریں - اور صحابہ رضہ کے اُس طریق عمل پر بھی نظر ڈالیں جو انہوں نے ہجرت حبشہ کے موقع پر اختیار کیا تھا - یہاں بھی ہم بنظر احتیاط "سیرۃ النبی" کی عبارت بجنسہ نقل کئے دیتے ہیں - تاکہ مخالفین کو تحریف کا شبہہ نہ ہوسکے -

"اوسی اثنا میں کسی دشمن نے نجاشی کے ملک پر حملہ کیا (جو عیسائی بادشاہ تھا) نجاشی اُس کے مقابلہ کے لئے خود گیا - (مہاجرین) صحابہ رضہ نے مشورہ کیا کہ ہم میں سے ایک شخص (نجاشی کے ساتھ) جائے اور خبر بھیجتا رہے - کہ اگر ضرورت ہو تو ہم بھی نجاشی کی مدد کے لئے آئیں حضرت زبیر رضہ اگرچہ کم سن تھے لیکن انہوں نے اس خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کیا - مشک کے سہارے دریاے نیل تیر کر رزمگاہ میں

پہنچے - ادہر صحابہ رض نجاشی کی فتح کے لئے خدا سے دعائیں مانگتے تہے - چند روز بعد حضرت زبیر رض واپس آئے اور خوشخبری سنائی کہ نجاشی کو خدا نے فتح دی "

یہ تمام واقعہ مسند امام احمد حنبل رض میں مذکور ہے - ابن ہشام اور مورخ یعقوبی نے بہی اسے تفصیل کے ساتہ لکہا ہے - اور اس پر سب کا اتفاق ہے کہ اس کے رواۃ ثقہ ہیں -

اب متفقہ فتوے جمعیتہ العلماء کے مفتیان ہی ارشاد فرمائیں کہ اگر ہر نصرانی بادشاہ کی اعانت حرام ہوتی تو حضرات صحابہ رض خود بخود بلا کسی قسم کے جبر و اکراہ کے ایک عیسائی سلطنت کی مدد کے لئے جہاں وہ عارضی طور سے پناہ گزیں تہے کیوں اس قدر مستعدی کا اظہار فرماتے -

ظاہر ہے کہ اُن صحابہ رض کی حیثیت اُس وقت رعایا کی تہی - اور انہوں نے مُستامن ہونے کے سبب سے اپنے محسن کی ہر قسم کی مدد جایز سمجہی - پہر یہ بات ہماری سمجہ میں نہیں آتی کہ باوجود اس امن و آزادی کے جو آج ہمیں اپنے مذہب میں حاصل ہے - ہم سے کس شرعی دلیل کی بنا پر یہ کہا جاتا ہے کہ حکومت سے ہر قسم کے وفادارانہ تعلقات منقطع کر لو! متفقہ فتوے علماء ہند کا حکم سراسر بے انصافی اور خودداری پر مبنی ہے -

جمعیتہ العلمائے ہند کا اپنے فتوے میں نصاریٰ کی تخصیص نص قرآنی کے خلاف ہے - اور کسی طرح قابل پذیرائی نہیں - اگر جملہ کفار و مشرکین سے ترک معاملت کا حکم دیا جاتا تو بہی صحیح تہا - جنہوں نے ہمیں خارج البلد کرنے میں مدد کیا ہو - لیکن سیاسی علماء سے ایسے

تذین کی امید کرنا عبث ہے - بقول شخصے -

جب مسیحا دشمن جان ہو توکب ہو زندگی
کون رہ بتلا سکے جب خضر بہکانے لگے

مسلمانو یاد رکھو! ہماری شریعت ہرگز ہمین یہ حکم نہین دیتی ہے کہ چاہے اسلام رہے یا جائے - لیکن نصاریٰ سے ترک موالات ضرور کرنا چاہیئے - اگر ایسا ہوتا تو - ہم ابھی اوپر بتا چکے ہین کہ رسول خدا ص ہرگز کفار کے ساتھ جارحانہ و مدافعانہ معاہدے نہ فرماتے - نہ اون سے دوستانہ برتاؤ یا اون کی اعانت کی شرائط پر رضامندی ظاہر فرماتے اور نہ صحابۂ کرام رض حبشہ کے عیسائی بادشاہ کی مدد کے لئے خود بخود کمربستہ ہو جاتے - واقعہ یہ ہے کہ اُن مصائب کی وجہ سے جو اس وقت غیر مسلم اقوام کی بوالہوسی سے ہم پر ٹوٹ پڑے ہین - ہمارے قوت فیصلہ مین توازن قایم نہین رہا ہے - اور انتقامی جذبہ کا یہی تقاضہ ہے کہ - مصرع

ہم تو ڈوبے ہین مگر تم کو بھی لے ڈوبین گے

۲۹ اکتوبر ۱۹۲۰ء کے وعظ مین جو علی گڈہ کالج کی مسجد مین دیا گیا مولوی ابوالکلام آزاد - اور مولوی عبدالماجد صاحب بدایونی نے بار بار - یہ کہا کہ نان کوآپریشن ایک مذہبی فرض ہے - اور اسلام ہی اس کا حکم دیتا ہے - اس لئے لوگون کا یہ اعتراض کہ ہندو کالج بنارس - اس تحریک مین کیون شریک نہ ہوا - محض لغو ہے - نان کوآپریشن تعلیم قرآنی کا نتیجہ ہے نہ کہ وید یا شاستر کا - اس لئے ہمین (یعنے مسلمانون کو) اس پر عمل کرنا چاہیئے "

اس کے جواب مین مولوی عبدالباری صاحب فرنگی محلی کا خط جو انہون

نے - حسن نظامی صاحب کے نام بھیجا تھا - جس کی اشاعت تمام ملک میں
ہو چکی ہے ملاحظہ ہو :-

۲۲ - شوال ۱۳۳۸ھ فرنگی محل لکھنؤ -

مکرمی دام مجدکم - السلام علیکم -

جناب کا تار وصول ہوا " فقیر نان کو آپریشن کے مسئلہ میں بالکل پس رو
گاندہی صاحب کا ہے " کیونکہ اس طریق کار کا واقف کار نہیں ہے "
اُون کو اپنا رہنما بنا لیا ہے " جو وہ کہتے ہیں وہی مانتا ہوں " میرا حال
تو سرد ست اس شعر کے موافق ہے :-

عمرے کہ بآیات و احادیث گذشت
رفتی و نثار بت پرستی کردی

بوقت ہجرت حضور سرور دو عالمؐ نے ایک راہ نما لیا تھا - غیر مسلم مشرک
تہا " اُس وقت میں نے بہی اُسی سنت نبویہ کی اتباع کی ہے - جب
تک یہ راہ طے نہ ہو اس کی پیروی مناسب ہے - فقط

فقیر محمد عبدالباری عفا اللہ عنہ

کیا اس تحریر سے یہ ثابت نہیں ہے کہ ترک تعلقات کی جو تحریک
اس وقت ہندوستان میں پہیلائی جا رہی ہے وہ محض سیاسی ہے
اگر فی الواقع اس کا تعلق جیسا کہ مولوی ابوالکلام آزاد - اور مولوی
عبدالماجد صاحب بدایونی نے مذہبی فرض ثابت کرتے ہیں - مذہب سے
ہے تو یہ بات ہماری سمجھ سے باہر ہے - کہ اس طریق کار کا واقف ایک عالم
دین تو نہ ہو بلکہ مسٹر گاندہی ہو - اور علمائے دین اوسکی پیروی کریں
سنہ ۶ھ میں آنحضرتؐ نے جبکہ یہود اور نصاریٰ کے پادریوں کو وہ حقوق

بخشتے ہین جو انہین کبھی عیسائیون کی سلطنت ہین بھی نہ بخشے گئے تھے۔ اس آزادانہ بخشش پر اسلام ہمیشہ فخر کرے گا۔ مسلمان مورخین نے نہایت ایمانداری سے اس معاہدہ کو پورا پورا اپنی تاریخون مین درج کر دیا ہے۔ چنانچہ وہ حقوق یہ ہین :-

"جو مسلمان اِن باتون کی جو اس فرمان مین منضبط ہین مخالفت کرے۔ یا ان پر عملدرآمد کرنے سے جی چرائے تو وہ مسلمان خدا کے فرمان کا منکر سمجھا جائے گا۔ اور خدا کا بڑا گنہگار ٹہرے گا۔ اور یہ سمجھا جائے گا کہ گویا اس نے خدا کے دین کی حقارت کی۔ رسولؐ خدا نے اپنے اور اپنے پیروان پر یہ لازم کر دیا ہے۔ اور ہر مسلمان کو یہ تاکید کر دی جاتی ہے۔ کہ ہمیشہ عیسائیون کی حفاظت کرین۔ اُن کے گرجاؤن کی دستگیری اور نگرانی کرین۔ اور اُن مکانون کی خبرداری کرین جہان پادری رہتے ہین۔ اور تمام نقصانات اور آفات سے اُن کے سینہ سپر رہین۔ اُن سے ہرگز ناموزون طریقہ سے ٹیکس نہ لیا جائے۔ بشپ ہرگز اپنی بشپی سے علیحدہ نہ کیا جائے۔ کوئی عیسائی کبھی اس بات پر مجبور نہ کیا جائے کہ وہ اپنے دین کو ترک کر دے۔ کوئی بطریق اپنے عہدہ سے برطرف نہ کیا جائے" اگر عیسائی اپنے گرجون یا خانقاہون کی مرمت کے لئے یا اور مذہبی ضروریات پورا کرنے کے لئے روپیہ وغیرہ کے حاجتمند ہون تو مسلمانون کو چاہیئے کہ اون کی مدد کرین۔ مگر یہ مدد کرنا وہ اپنا مذہبی اصول نہ سمجھین۔ بلکہ اون کی مدد کرنی ضروری امور مین سے خیال کرین۔ اور جہان تک ہو ہر ضرورت مین اون کی مدد کرین اور اون کی مصیبت مین شریک ہون۔ اِن قواعد اور احکام کی پیروی

ہر مسلمانوں پہ فرض ہے کہ وہ خدا اور اُس کے نبیؐ کی طرف سے سمجھ کے ان احکام پہ عمل کریں ۔ اگر مسلمان باہر عیسائیوں سے جنگ کرنے میں مشغول ہوں تو انہیں لازم ہے کہ وہ ان عیسائیوں سے جو ان میں زندگی بسر کرتے ہیں کبھی حقارت سے پیش نہ آئیں ۔ اگر کوئی مسلمان برُے طور سے ایسے وقت میں عیسائی سے پیش آیا تو گویا اوس نے نبیؐ کے احکام کی مخالفت کی فقط ۔"

(یہ ہے آنحضرتؐ کا فرمان جو کتب تواریخ میں لکھا ہے ۔ یہ ہے اخلاق محمدیؐ کا نمونہ جس پہ ہر مسلمان کو چلنا فرض ہے ۔)

اسلام کی بنیاد اول روز سے تمدن انسانی کے اعلیٰ پیمانہ پر قایم کی گئی ہے ۔ اپنے دشمنوں کے ساتھ بھی دوستی اور سلوک کرنے کی بہت شد و مد سے اجازت ملی ہے ۔ جب تک کسی قوم میں محسن پرستی کا جوہر نہیں ہوتا وہ متمدن اقوام میں وحشی گنی جاتی ہے ۔ اپنے منعم اور محسن کو حتیٰ الامکان اپنے تن من دھن سے مدد دینا ۔ اور ہر ممکن سلوک اُس کے ساتھ کرنا امن اور ملکی اور قومی ترقی کا بڑا ضامن ہے ۔

جس حکومت میں ہم بآرام زندگی بسر کرتے ہیں ۔ ہماری جان ۔ ہمارے مال ۔ اور ہمارے حقوق ۔ ہماری مذہبی آزادی انتہا درجہ محفوظ ہے ۔ ہمیں اپنے مذہبی فرایض کے ادا کرنے میں کوئی روک ٹوک نہیں ہے ۔ وہ تقریبات رسمیہ جنہیں واقعی مذہب اسلام سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے ۔ ہم بآزادی کرتے ہیں اور اُن کی حکومت کی طرف سے کافی حفاظت ہوتی ہے ۔ نہ صرف فرایض اسلام کی انجام دہی بلکہ اشاعت اسلام کے ذرایع بھی بالکل ہمارے ہی ہاتھ میں ہیں ۔ اور کسی امر میں غرض ہمارا

مزاحم نہین ہے تو ہم پر بحکم خداے کریم و قرآن عظیم ایسی حکومت کے ساتہ سلوک کرنا اوران کا دوست بننا اور اون کے ساتہ ہر قسم کا ممکن احسان کرنا فرض ہوا۔ وہ مسلمان نہین ہے جو اِن باتون سے دل تنگ ہو۔ اور اِس کا بنا وٹی اسلام ہے جو اس حکم خداوندی سے جو لَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ کی آیت مین ہے منہہ پہیرے۔ (از تفسیر الفرقان)

خلافت کو پس پشت ڈالدو

اوسی ماہ اکتوبر کی ۲۱ تاریخ کو علیگڈہ کے لائل لائبریری کے میدان مین مسٹر محمد علی نے اپنی تقریر مین یون کہا تہا کہ "ہمین فی الحال خلافت کی تحریک کو پس پشت ڈال دینا چاہیئے۔ اور اپنی پوری قوت سے ملک کی آزادی حاصل کرنے کے لیئے کوشش کرنا چاہیئے"

اس سے اہل بصیرت کو سمجہ لینا چاہیئے کہ اس تمام شورش سے تحصیل سوراج مقصود ہے۔ اور خلافت و مذہب کی آڑ محض اسلیئے پکڑی گئی ہے کہ مسلمانون کو مشتعل کرکے ہندوؤن کا ہم خیال بنایا جاوے کیونکہ یہ بات مسلمات سے ہے کہ جب تک یہ دونون قومین متحد ہو کر ملک کی آزادی کا مطالبہ نہ کرینگی اوس وقت تک کامیابی ناممکن ہے۔ رہا چندے کی وصولی اور روپیہ جمع کرنے کے واسطے مظالم سمرنا وغیرہ کافی ہین۔

ابہی حال ہی مین ۲۸ اپریل کو بنگلور مین مسٹر شوکت علی و مسٹر محمد علی وغیرہ تشریف لائے تہے۔ مسلمانانِ بنگلور نے مظالم سمرنا کی امداد کے واسطے ۲۰ ہزار کے قریب روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔ اگر حصول سوراج کے لیئے

روپیہ طلب کیا جاتا تو بشا بہ ۔ ۵ سو روپیہ بھی بمشکل جمع ہوتے تھے ۔ حالانکہ نیشنل اسکول کے ماہواری چندے میں سنا گیا کہ بہت کمی واقع ہو گئی ہے ۔ اس کا اب تک کچھہ تدارک نہیں کیا گیا ۔

مسلمانو ! دیکھا تم نے یہ حمایت سلطنت اسلام ہے ۔ ہمدردی ترک اس کا نام ہے ۔ یہ چندے کیا وہ تمہارے ترک بھائیوں کے لئے کر رہے ہیں ؟ نہیں ہرگز نہیں ۔ وہ اپنے ہندو بھائیوں کے لئے کر رہے ہیں جنکے سوراج کو دین مانتے ہیں ۔ دیکھو مسٹر ابوالکلام آزاد نے کہا "کوشش اور لڑائی صرف اماکن مقدسہ اور خلافت کے لئے نہیں بلکہ ہندوستان کو حکومت خود اختیاری دلانے کے لئے ہے اگر خلافت کا خاطرخواہ فیصلہ ہو بھی جائے ۔ تاہم ہمارے ملک کا جہد جاری رہیگی اوس وقت تک کہ ہم گنگا اور جمنا کی مقدس زمین کو آزاد نہ کرلیں"

"مسٹر شوکت علی اور محمد علی نے کہا کہ مسئلہ خلافت طے کر رکھو ۔ ہندوستان کی آزادی کی فکر کرو ۔ ہم ہندی قوم پرست ہیں ۔ ہمارا فرض ہے کہ اگر ترکی بھی ہندوستان پر چڑھائی کرے تو ہم اوس کے خلاف تلوار اوٹھائیں اور یہ بھی کہ ہمارا نصب العین سلطنت خود اختیاری حاصل کرنا ہے ۔ اور ترک موالات اوس کا ذریعہ ہے" یہ ہے حمایت ترک وحفاظت اماکن مقدسہ و مظالم سمرنا وغیرہ وغیرہ کے نام لیکر چندے وصول کرنے کا اندرونی راز ۔

مسلمانو ! تم جانو اور تمہارا دین و ایمان ۔ اس پر بھی آپ دل کھولکر چندے دیا کرو ۔ اور اپنی عقل بجا رکھہ کر جو چندہ وغیرہ نہ دے ۔ اور ان کی کارروائیوں پر اعتراض کرے تو اون کو مخالفین خلافت کے نام

سے پیروان مشرکین میں بدنام کرو - ابسوں کو مدد کرنے کے لئے خداوند کریم کیا فرماتا ہے - فَسَيُنفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ؕ ترجمہ - یہ خرچ کریں گے پھر قیامت میں یہ ان کے لئے پچھتانا ہوگا کہ ہائے مال بھی دیا اور خدا کا غضب بھی اوپر لیا -

افضل العلماء الاعلام حکیم الامۃ حضرت مولانا مولوی اشرف علی صاحب مدظلہم کے فتوے کا اقتباس

"کفار کے ساتھ ایسا خلط ملط نہ کرو کہ اپنی صورت اور وضع کو چھوڑ کر اُن کی صورت و وضع اختیار کر لو"

"جو باتیں پہلے سے جایز نہیں وہ اس وقت بھی جایز ہیں - انگریزی پڑھنا اور پڑھانا جن شرایط کے ساتھ پہلے جایز تھا اب بھی جایز ہے" "اور جن شرایط کے بغیر پہلے ممنوع تھا اب بھی ممنوع ہے" "اسیطرح جو انگریزی ملازمتیں پہلے جایز نہیں اب بھی جایز ہیں" "اور جو پہلے حرام تھیں وہ اب بھی حرام ہیں" "صورت موجودہ کی وجہ سے ان احکام میں تغیر نہیں ہو سکتا"

"مسئلہ موالات میں اُن چیزوں کو اگرچہ وہ فی نفسہ مباح ہوں داخل کر کے حرام کہنا کسی طرح صحیح نہیں"

"پس یہ بات اب بخوبی ثابت ہوگئی کہ کفار کے ساتھ ملازمت اور بیع و شرا اور لین دین کے تعلقات قایم رکھنا ہر حالت میں درست ہیں - مغلوبیت میں بھی اور غلبہ کی صورت میں بھی - اور اہل ذمہ سے بھی اور اہل حرب سے بھی" "ملازمت کے جواز کا ثبوت" "حضرت علی رضہ کے واقعہ سے ملیگا کہ

چانے یہودی کے باغ میں چہوارون کے عوض پانی بہرا تہا - پس ملازمت اور تجارتی تعلقات " " موالات میں ہرگز داخل نہیں "

"موالات ممنوعہ یہ ہے جو آج کل لیڈران قوم ہندوؤن کے ساتہ کر رہے ہین " مولوی عبدالباری صاحب لکچر کانپور ۲۲ رجب میں فرماتے ہین -

"وہ بہادر قوم ہماری مصیبت کے وقت خلوص کے ساتہ ہمدردی کرکے ہم کو اپنا دلی دوست بنانا چاہتی ہے "

"ہم مولوی صاحب سے پوچہنا چاہتے ہین کہ ہندوؤن کا دلی دوست بننا کیا یہ وہ موالات نہین ہے ؟ جس کی قرآن مین ممانعت کی گئی ہے "

" افسوس ہندوؤن کے ساتہ خلوص اور مودت اور دلی دوستی کرنا - اور اون کو اپنا پیشوا و امام بنانا اور آیات و احادیث جو گذری ہوئی کو اون پر نثار کرنا - اور اون کے اتباع کو سنت نبوی قرار دینا " یہ تو موالات نہ ہو - اور ایک قوم (انگریز) سے معاملات اور لین دین کرنا اوراس کی ملازمت اپنے دنیوی نفع کے لئے کرنا موالات محرمہ میں داخل ہوکر ممنوع ہوجائے - " لہذا ترک موالات کے مسئلہ سے ترک تعلقات ملازمت وغیرہ کا وجوب کسی طرح ثابت نہین ہوسکتا - بلکہ اگر جائز ملازمت کے چہوڑنے سے رزق کی تنگی اور پریشانی مین مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس صورت مین ملازمت ترک کرنا جائز نہ ہوگا - خلاصہ کلام یہ ہے کہ ترک موالات اور چیز ہے - ترک معاملات دوسری شئی ہے - شریعت مین ترک معاملات کا ثبوت نہین ہے -

عام مسلمان ایک سخت غلطی مین مبتلا ہین - وہ یہ کہ جو حقیقت موالات ہے اس کو نہین چہوڑتے اور جو موالات نہین ہے اس کو خواہ مخواہ موالات

قرار دے کر اس [illegible] ترک پر زور دیتے ہین - چنانچہ وہ خطابات واپس کر
اور ملازمتین چھوڑتے ہین - حالانکہ یہ امور موالات مین داخل نہین
ہین - مگر وہ الحاد و زندقہ - فسق و فجور - حب دنیا - حب جاہ - اور کفار
کے وہ اوضاع و اطوار نہین چھوڑتے جو اونہون نے یورپ سے لئے
ہین - اور جو کہ حقیقتاً موالات ہین - پس مسلمانون کو چاہیئے کہ اس
موالات کو سب سے پہلے چھوڑ دین - اور اپنی صورت - اپنا لباس -
اپنی معاشرت - اپنے خیالات اسلامی طریقہ پر بنائین" اور لیڈرون کی
گاڑیان کھینچنا - [illegible] پر پھول برسانا - اون کے استقبال کے لئے
آرائشین وغیرہ [illegible] - اہل یورپ کی طرح (اسلامی جلسون مین)
لیوشن [illegible] پاس کرنا - ڈاڑھیان منڈوانا - مونچھین بڑھانا -
پتلون [illegible] پہننا - یا [illegible] انہ صورت بنانا - یہ سب اوضاع و
اطوار کفار مین داخل [illegible] [illegible] ن کا ارتکاب یقیناً موالات کفار
ہے - عوام سے تو چندان [illegible] ب نہین مگر افسوس علماء پر ہے کہ وہ بھی
ان [illegible] مین مبتلا ہین - اور برابر ان خرافات مین شریک ہوتے
اور اوس کو دیکھتے ہین - مگر دوسرون کو تنبیہ کرتے ہین نہ خود
تنبیہ ہوتے ہین -

"حکومت سے ترک تعلقات مین دینی و دنیوی دونون قسم کے
نقصانات ہین - کیونکہ مسلمان عموماً نہ تجارت جانتے ہین نہ صنعت و
حرفت مین اون کو زیادہ دخل ہے - اور نہ اون کے پاس روپیہ ہے
نہ جائداد - پس جائز ملازمتین چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ معاش کی
طرف سے نہایت پریشان ہون گے - جس کی حدیث مین ممانعت ہے

رسول خدا نے کہ جب حق تعالیٰ کسی ذریعہ سے تم کو نفاق پہنچاتے رہین
تو اس کو نہ چھوڑنا چاہیئے - جب تک کہ وہ ذریعہ خود ہی نہ بدل جائے -
(مشکوٰۃ شریف) پس مسلمانون کے ملازمت چھوڑنے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ
یا تو اون کو ہندوؤن کی غلامی کرنی پڑیگی یا دوسری قسم کے ذلیل افعال
مثل دھوکہ و فریب و گداگری - چوری - ڈکیتی وغیرہ کے مرتکب ہونگے
یا جو کچھ گھر مین سرمایہ ہوگا اوس کو چاٹین گے - اور بقیہ گھر اور جائدادین
مارواڑیون کے حوالہ کرین گے - اور ان کی جگہہ ہندو براجین گے -
ہندو وہی سے اسلام اور مسلمانون کی عزت برباد کرنے کے درپئے ہین
اور اون سے قربانی گاؤ بند کرا کر گورکھشا کا بول بالا کرانا چاہتے ہین تو
آیندہ وہ کیا کچھ نہ کرین گے - خود غور کر لو -
مگر کیا لیڈران قوم یہ سمجھتے ہین کہ ہندو اپنے ملکی حقوق کو جو بہت
سے اونہون نے حاصل کئے ہین - [illegible] طرح آسانی سے چھوڑ دینگے؟
ہرگز نہین! لالہ لاجپت رائے بار بار یہی کہتے ہین کہ پہلے مسلمانون کو آگے
بڑھنا چاہیئے - مسٹر گاندھی بھی یہی کہتے ہین - اگر مسلمانون نے آگے
بڑھ پایا تو ہندو بھی اون کا ساتھ دین گے - ان سیاست دانون سے
کوئی یہ سوال کرے کہ آخر مسلمانون کو مقدمۃ الجیش بنانے کی کیا ضرورت
ہے؟ ترک تعلقات کا سبب واقعات پنجاب اور خلافت دونون کو بتلایا جاتا
ہے - جس مین ہندو اور مسلمان دونون برابر کے حصہ دار ہین - پھر مسلمان ہی
آگے رکھکر کیون ہلاکت مین ڈالے جاتے ہین - اس کا تو صاف مطلب یہ ہے
کہ مسلمان نوکریان چھوڑ دین اور ہندو اون کی جگہہ پر کرین - مسلمان
وکالت چھوڑ دین اور بھیک مانگین کیونکہ اونکے پاس کوئی سرمایہ نہین ہے -

"غدر ۱۸۵۷ء میں ہندو اور مسلمان دونوں شریک تھے۔ مگر ہندو
جلد سرخرو ہو گئے۔ اور مسلمان اب تک بدنام ہیں"

پس خدا کے لئے تم اس حماقت سے باز آؤ۔ اور ہلاکت میں نہ پڑو۔
تم یہ سمجھتے ہو کہ ہم انگریزوں سے آئینی جنگ کر رہے ہیں۔ مگر درحقیقت
ہندو تم سے سیاسی جنگ کر رہے ہیں کہ ہندوستان میں اون کے سوا
اور کوئی نہ رہے۔ اور اگر تم نہ سمجھے ہو تو تمہاری شکست یقینی ہے۔
اور شکست بھی ایسی جس کے بعد تم سنبھل نہ سکو گے۔

(احقر ظفر احمد عثمانی۔ تھانوی)

اعلیحضرت عظیم البرکت مجدد مائۃ حاضرہ مولانا
مولوی حاجی ... رضا خان صاحب مجدد کم
بریلوی ... اقتباس

... ودادِ حرام ... مشرک کو حاجت دینیہ میں ہادی
بنانا ... قرآن عظیم کی تکذیب ہے" قرآن عظیم میں ہزاروں
آیات گو... رہے ہیں کہ وہ گمراہ ہیں۔ اور خدا کا فرمان ہے کہ وہ
چوپایوں کی طرح نرے بے عقل ہیں۔ بلکہ اون سے بھی سخت تر گمراہ۔
پس جو اونہیں ہادی بنائے گا قطعاً قرآن عظیم کو جھٹلائیگا" اور قطعاً
راہ ہلاکت پائے گا" اور قیامت کے دن مشرک ہی کے نام سے پکارا
جائے گا۔ یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ۔ جس دن ہر گروہ
کو ہم اس کے امام کے ساتھ پکاریں گے" مشرک کی جئے ہی (مشرک) بولیگا"
مہاتما کے معنی روح اعظم جو خاص لقب سیدنا جبرئیل علیہ السلام کا ہے

شرک کو اس سے تعبیر کرنا صریح مخالفت رسول ہے۔ حدیث ہے۔
"فاجر کو اے سردار نہ کہو" مشرک کے جس میں شرکت حرام ہے اور
حرام فعل کا تماشہ دیکھنا بھی حرام ہے" غیر مسلم کو مسلمانوں کا واعظ بنا کر
اس کا بیان سننا اشد سے اشد کبیرہ و بد خواہی اسلام ہے۔ جو لوگ
ایسا مذہب نکالنا چاہیں کہ مسلم و کافر کا فرق اٹھا دے۔ سنگم و پریاگ کو
مقدس علامت ٹھہراتے ہیں" جو لوگ کہیں کہ آج تم نے اپنے ہندو بھائیوں
کو راضی کر لیا تو اپنے خدا کو راضی کر لوگے۔ اور جو لوگ کہیں کہ خدا کی رسی
مضبوط تھامنے سے اگرچہ دین ہاتھ سے جاتا رہے۔ مگر ... ضرور ملے گی"
ایسوں کو مولانا کہنا حرام ہے"

"فقیر ... اخبار ... دری غ

اب ہم آپ کو دو چار ... اللہ نے سنا کر
رخصت ہوئے۔

(۱) حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے روایت ہے کہ مسلمان
زبان اور جس کے ہاتھ سے مسلمان ایذا نہ پائیں۔
(۲) حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ فرمایا رسول خدا نے
جو کوئی شخص کسی مسلمان کے جنازے کے ہمراہ ایمان دار ہو کر ثواب
سمجھکر جاتا ہے۔ اور جب تک کہ اوس پر نماز نہ پڑھ لی جائے اور اوس کے
دفن سے فراغت نہ کر لی جائے اوس کے ہمراہ رہتا ہے تو وہ دو حصے ثواب
لیکر لوٹتا ہے۔ ہر حصہ احد کے پہاڑ کے برابر ہے۔ اور جو شخص جنازے
پر نماز پڑھ لے پھر قبل اس کے کہ وہ دفن کیا جائے۔ لوٹ آئے تو وہ ایک